آدابِ حاملینِ قرآن

www.KitaboSunnat.com

امام یحییٰ بن شرف الدین نوویؒ

شارحِ مسلم و مصنف ریاض الصالحین

مکہ کتاب گھر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

22134

DATA ENTERED

MFN 5948

آداب حاملین قرآن

ترجمہ

التبیان فی آداب حملۃ القرآن

مصنف

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حضرت مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی

www.KitaboSunnat.com

مکہ کتاب گھر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضابطہ

کتاب : .... آداب حاملین قرآن

تصنیف : .... امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ : .... مولانا نجم الدین اصلاحیؒ

باہتمام : .... عبدالوحید اشرفی

ناشر : .... مکہ کتاب گھر اردو بازار لاہور

تاریخ اشاعت : .... اکتوبر ۱۹۹۹

قیمت : ..... ۶۳ روپے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Institute of Islamic Studies LIBRARY Punjab University

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱	دیباچہ	
۲	حالات امام نواوی رحمہ اللہ	۱۱
۳	تلاوتِ قرآن مجید اور حفظ قرآن کریم کرنیوالوں کی فضیلت	۱۳
۴	تلاوتِ قرآن مجید معنی سمجھے بغیر بھی ثواب ہے۔	۱۴
۵	حدیث میں لفظ ماہر قرآن کی تشریح۔	〃
۶	مومن قرآن خواں میں صفتیں۔	〃
۷	عبدالرحمٰن ابن ابزی کو قرآن نے بلند مرتبہ پر پہنچایا۔	۱۵
۸	حدیث قدسی کا مفہوم	۱۶
۹	کوفیوں کے نزدیک قرآن مجید کی تعداد آیات کی تصریح	۱۷
۱۰	قرآن مجید پر عمل کرنے والوں کا مرتبہ۔	〃
۱۱	قرآن مجید پڑھے ہوؤں کی دوسروں پر ترجیح۔	۱۸
۱۲	قرآن مجید کا زیادہ علم رکھنے والا امامت کرے۔	〃
۱۳	قرآن مجید کی تلاوت کو تمام وظائف پر ترجیح وفضیلت	〃
۱۴	حافظ قرآن کی عزت اور توقیر کے بیان میں۔	۱۹
۱۵	شعائر اللہ کی تشریح۔	〃
۱۶	نماز صبح ادا کرنے کے بعد مومن اللہ کی ذمہ داری میں ہو جاتا ہے۔	۲۰

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱۷	امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اولیاء کا مفہوم۔	۲۰
۱۸	علماء کی غیبت اور برائی کرنا حرام ہے۔	〃
۱۹	استاد اور شاگرد دونوں کو اللہ کی رضا مقدم رکھنا چاہیے	〃
۲۰	حدیث انما الاعمال کی تشریح۔	۲۱
۲۱	اخلاص کی تعریف علماء حق کے نزدیک۔	۲۲
۲۲	مقبولیتِ اعمال کی کسوٹی۔	〃
۲۳	حارث محاسبیؒ کے نزدیک صدیق کی تعریف۔	۲۳
۲۴	قرآن مجید پڑھانے میں دنیا کی غرض شامل نہ ہونی چاہیے	〃
۲۵	معلم قرآن طلبہ کی کثرت اور اپنی شہرت کو مدنظر نہ رکھے بلکہ مقصد کو، یعنی اللہ کی رضا جوئی کو۔	۲۴
۲۶	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ عالم وہ ہے جو قرآن پر عمل کرے۔	۲۵
۲۷	ائمۂ کرام کی نیتوں کا اندازہ امام شافعیؒ کے قول سے۔	〃
۲۸	معلمین قرآن کے خصوصی اوصاف۔	〃
۲۹	وصیت آنحضرت صلعم استادوں کو طلبہ پر شفقت کرنیکی	۲۶
۳۰	معلم کو اپنے وقار کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ طلبہ نڈر نہ ہو جائیں	۲۸
۳۱	علم دین کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اور نظام تعلیم قائم کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔	〃

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

22134

صفحات	مضامین	نمبر شمار
۲۹	معلم قرآن کے آداب خصوصی اوران کی تفصیل۔	۳۲
۳۱	طالب علم کے آداب کی تفصیل۔	۳۳
۳۲	علم دین ایسے باکمال سے حاصل کیا جائے جس کی اہلیت مسلم ہو۔	۳۴
۳۳	آداب مجلس ضروری ہے۔	۳۵
۳۴	ساتھیوں کے ساتھ باادب ہونا گویا استاد کا ادب ہے۔	۳۶
"	اپنے استاد کے قول وفعل کی بہترین توجیہ کرنا۔	۳۷
۳۵	طالب علم کے آداب میں یہ بھی ہے کہ پڑھنے میں حریص ہو۔	۳۸
۳۷	حفاظِ قرآن کے آداب۔	۳۹
۳۸	قرآن مجید کو گذر اوقات کا ذریعہ نہ بنانا چاہیئے۔	۴۰
۳۹	قرآن پڑھا کر تنخواہ لینے میں علماء کے اقوال۔	۴۱
۴۱	قرآن کی تلاوت میں سلف کے حیرت انگیز واقعات کی توجیہ	۴۲
۴۳	راتوں کو قرآن پڑھنے کی محافظت کے بیان میں۔	۴۳
۴۶	تلاوت قرآن کا حکم اور بھول جانے کی خرابی کے بیان میں	۴۴
۴۷	جس نے رات کا وظیفہ نہیں پڑھا اور سوگیا اُس کا ذکر۔	۴۵
۴۸	قرآن مجید کے آداب کا خصوصی اور مفصل بیان۔	۴۶
۴۹	طہارت کے ساتھ قرآن پڑھنا مستحب ہے، جنبی اور حائضہ کی تفصیل۔	۴۷
۵۱	قرآن مجید کی تلاوت پاک جگہ پر ہونی چاہیئے۔	۴۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۴۹	کن کن جگہوں پر قرآن نہ پڑھا جائے۔	۵۲
۵۰	شروع تلاوت اعوذ باللہ اور بسم اللہ سے کیجائے سوائے سورہ براءت کے اس میں بسم اللہ نہ کیا جائے۔	۵۴
۵۱	جب بھی تلاوت کیجائے خشوع مد نظر ہو۔	۵۵
۵۲	تدبر قرآن میں سلف کے واقعات کی تفصیل۔	"
۵۳	تلاوت قرآن مجید میں رو دینے کا بیان۔	۵۷
۵۴	قرآن کی تلاوت ٹھہر ٹھہر کر ہونی چاہیئے اسکی تفصیل۔	۵۹
۵۵	علماء نے ترتیل قرآن کو مستحب فرمایا ہے۔	۶۰
۵۶	احترام قرآن کی تاکید کے باوجود لوگوں کی غفلت۔	۶۱
۵۷	غیر زبان میں قرآن کی تلاوت جائز نہیں تفصیلی بحث۔	۶۲
۵۸	قرأت متواترا اور غیر متواتر کی مفصل بحث ادر موجودہ	۶۴
"	قرآن کا قرأت متواترہ ہونا۔	
۵۹	موجودہ ترتیب کے مطابق قرأت قرآن کریم کرنا وغیرہ	"
۶۰	تلاوت قرآن دیکھ کر کرنا افضل ہے۔	۶۵
۶۱	تلاوت قرآن اکٹھا کرنا اور سامعین کا موجود ہونا	۶۶
"	مستحب ہے۔	
۶۲	کتابوں کا مسجد دمشق میں پڑھنا ہشام ابن اسماعیل	۶۷
"	نے ایجاد کیا۔	
۶۳	قرآن مجید کا دور کرنا۔	۶۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحات	مضامین	نمبر شمار
۶۸	قرآن مجید پڑھنے میں آواز کا بلند کرنا وغیرہ مفصل بحث۔	۶۴
۷۱	قرآن مجید اچھی آواز سے پڑھنا مستحب ہے۔	۶۵
۷۴	تلاوت قرآن مجید اول و آخر کرنے میں پورا کلام مربوط ہو	۶۶
۷۶	کن حالات میں قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے۔	۶۷
۷۷	تلاوت قرآن کے سلسلہ میں بدعات کا ذکر۔	۶۸
۷۸	ایسے نوادر مسائل کا ذکر جن کی اکثر ضرورت ہوا کرتی ہے۔	۶۹
۷۹	کوئی آیت پڑھ دی گئی اور اس سے مراد تلاوت نہیں	۷۰
”	بلکہ کلام مراد ہے، اس کی فقہی تفصیل۔	
۸۰	تلاوت قرآن کے وقت کسی کے احترام میں کھڑے	۷۱
”	ہونے کی تحقیق۔	
”	اگر کوئی قرآن پڑھتا ہوا کسی جماعت پر پہنچے تو سلام	۷۲
”	کرے اس کی تفصیل۔	
۸۱	نماز کے چند اہم اور عمدہ فقہی احکامات۔	۷۳
۸۳	ایک رکعت میں دو سورتیں پڑھنے کی تحقیق۔	۷۴
۸۴	کن کن نمازوں میں جہر کرنا چاہیے۔ اس کی تفصیل۔	۷۵
۸۵	امام نوادیؒ جہری نمازوں میں چار سکتوں کے قائل ہیں۔	۷۶
”	ہر وہ شخص جو نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھے یا خارج نماز	۷۷
”	میں وہ آمین کہے۔	
۸۵	لفظ آمین کی لغوی تحقیق۔	۷۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۷۹	سجدۂ تلاوت کی تفصیلات۔	۸۶
۸۰	سجدۂ قرآن کی تعداد اور ان کی تعیین۔	۸۷
۸۱	سورۂ ص کے سجدہ کی توجیہ۔	۸۸
۸۲	کس کو سجدہ کرنا سنت ہے اس کی فقہی تفصیل۔	۹۰
۸۳	سجدۂ تلاوت کے مختصر کرنے کی فقہی تفصیل۔	
۸۴	سجدۂ تلاوت کے اوقات کی تصریح۔	۹۳
۸۵	اگر سورہ کی بعض آیات یا تمام آیات ایک مجلس میں	〃
〃	پڑھی گئیں ان کی تفصیل۔	۹۴
۸۶	حالت سفر میں سواری پر آیت سجدہ تلاوت کرنے کا حکم۔	〃
۸۷	اگر کسی نے نماز میں سورۂ فاتحہ سے پہلے آیت سجدہ	〃
〃	پڑھی اس کی تفصیل۔	
۸۸	اگر کسی نے آیت سجدہ فارسی زبان میں پڑھی تو کیا کرے	〃
۸۹	امام کو سری اور جہری نماز میں آیت سجدہ پڑھنا مکروہ	〃
〃	نہیں ہے۔	
۹۰	اوقات مکروہہ میں سجدہ کرنے کی فقہی بحث۔	۹۵
۹۱	سجدۂ تلاوت حالت اختیار میں رکوع سے ادا نہیں ہوتا ہے۔	〃
۹۲	سجدہ کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک نماز کے اندر دوسری	〃
〃	نماز سے باہر، مفصل بحث۔	
۹۳	قرأت قرآن کن اوقات میں بہتر ہے۔	۹۸

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۹۴	جب قرآن پڑھنے میں گڑبڑ ہو جائے تو کیا کرنا چاہیئے۔	۹۹
۹۵	جب کوئی شخص کسی آیت سے استدلال کرے تو کس طرح کہے۔	"
۹۶	ختم قرآن کرنا کس وقت زیادہ بہتر ہے مفصل بحث۔	"
۹۷	قرآن کی تعظیم و تکریم پر اجماع ہے اور استخفاف کتب منزلہ کرنے پر قاضی عیاض کا فتویٰ اور ابن شنبوذ کی توبہ کا ذکر۔	۱۰۳ ، ۱۰۴
۹۸	تفسیر قرآن مجید کا کون اہل ہے۔	"
۹۹	قرآن مجید کے معانی میں جھگڑنا حرام ہے۔	۱۰۴
۱۰۰	محمد ابن ابی زید کا فتویٰ در بارۂ لعنت بر استاد وغیرہ۔	۱۰۵
۱۰۱	ایک آیت کا مؤخر و مقدم ماننا خلاف نہیں ہے۔	۱۰۶
۱۰۲	فلاں آیت بھول گیا کہنے کا ادب۔	"
۱۰۳	سورۂ بقرہ اور سورۂ ال عمران وغیرہ کہنے سے بہتر یہ ہے کہ کہا جائے کہ وہ سورہ جس میں بقرہ کا ذکر ہے۔	"
۱۰۴	قراءۃ ابو عمرو و نافع وغیرہ کہنا جائز ہے۔	۱۰۷
۱۰۵	کافر کو قرآن سننے سے منع نہ کیا جائے چھونے سے روکا جائے۔	"
۱۰۶	قرآن کی آیات کا لکھ کر دینا اور پلانا جائز ہے۔	"
۱۰۷	قرآن کا دیواروں پر لکھنا، قرآن سے جھاڑ پھونک کرنا وغیرہ مسائل	"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحات
۱۰۸	کن کن وقتوں اور حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۸
〃	نے مخصوص سورتیں پڑھی ہیں۔	
۱۰۹	جمعہ کی فجر نماز میں اور جمعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۹
〃	نے ہمیشہ کن کن سورتوں کو پڑھا۔	
۱۱۰	سنت فجر اور جمعہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے	〃
〃	کون سی سورتیں پڑھیں۔	
۱۱۱	آیت الکرسی کے پڑھنے کے فضائل۔	〃
۱۱۲	مریض کے پاس کیا پڑھنا چاہیئے۔	۱۱۰
۱۱۳	قرآن مجید کی کتابت پر اہم بحث۔	۱۱۱
۱۱۴	احترام قرآن پر عکرمہ رضی اللہ عنہ کا عمل اور دوسرے	〃
〃	مسائل۔	
۱۱۵	دشمن کی زمین میں قرآن لیکر سفر کرنا حرام ہے۔	۱۱۳
۱۱۶	قرآن مجید کے چھونے پر مفصّل بحث۔	۱۱۵
۱۱۷	خرید و فروخت یعنی ہدیۂ قرآن پر مفصّل بحث۔	〃

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

22134

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد!

اَلتِّبْیَان فِی آدَابِ حَمَلَۃِ الْقُرْآنِ مصنفہ امام محی الدین النواوی یحیٰ ابن شرف الشافعیؒ شارح مسلم شریف کی ایک بہت ہی مفید تصنیف ہے، مصنف کے حالات سے کتاب کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ ہر پڑھا لکھا خود کرلیگا اس کتاب کے حوالجات مصنفین خود اپنی تصنیفات میں دیتے رہتے ہیں، مثلاً حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ نے فضائل القرآن جو ذیل ہے تفسیر ابن کثیر کا اس میں دیا ہے۔

واضح ہو کہ احادیث نبوی کی شرح و تفسیر میں امام طحاوی، امام خطابیؒ صاحب معالم السنن اور علامہ بغوی صاحب شرح السنہؒ امام تقی الدین ابن دقیق العیدؒ صاحب الامام فی احادیث الاحکام، امام شرف الدین نواویؒ صاحب تہذیب الاسماء واللغات اور امام ولی اللہ محدث دہلوی صاحب حجۃ اللہ البالغہ کی علمی خدمات رہتی دنیا کے لئے کانہ علم فی راسہ منار ہدایت کا کام دیتی رہیں گی، خصوصاً مؤخر الذکر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے قلب و نظر کی وسعت تو اللہ تعالیٰ کی وہ موہبت کبریٰ ہے جو انھیں پر ختم ہوگئی اور بقول علماء ہند کے کہ ایک طرف ان کے زمانے اور ماحول کو اور دوسری طرف ان کے کام کو جب آدمی بالمقابل رکھ کر دیکھتا ہے تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اس دور میں اس نظر، ان خیالات اور اس ذہنیت کا آدمی کیسے پیدا ہو گیا ہے

این سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانۂ قیام سدھاری میں میں نے اس کتاب کا ترجمہ کر دیا تھا جو کاغذات کے ڈھیر میں فراموش ہو چکا تھا، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کی زیر تحریر سوانح حیات کے الٹ پھیر میں اس ترجمہ پر نظر پڑ گئی، خیال گذرا کہ اس ترجمہ پر نظر ثانی کر کے شائع کر دیا جائے تو انشاء اللہ فائدہ سے خالی نہ ہوگا، چنانچہ اس کام پر لگنا پڑا، مصنف چونکہ شافعی المسلک اور وسیع النظر عالم ہیں اور شافعیت کے زعم میں تجاوز کر گئے ہیں، اس لئے بعض جگہ احناف رحمہم اللہ کے مسلک کو واضح کرنا پڑا اور بعض فوائد بھی اپنی جانب سے اضافہ کرنے پڑ گئے، ترجمہ تحت اللفظ کے بجائے عبارت کے مفہوم کو عام فہم انداز میں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے اگر کسی جگہ مفہوم صاف طور پر واضح نہ ہو سکا ہو تو یہ میرا قصور علم ہوگا مصنف رحمہ اللہ کا نہیں۔

اس کتاب میں دس۱۰ باب اور ۹۰ فصلیں ہیں، دسواں باب اس کتاب کے اسماء اور لغات پر مشتمل ہے، اس کو میں نے ہاتھ نہیں لگایا کیونکہ وہ عام پڑھے لکھوں کیلئے زائد چیز تھی، اہل علم سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مفید مشوروں سے محروم نہ فرمائیں گے اور دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ترجمہ کو مقبول فرما کر مترجم کیلئے ذخیرۂ آخرت بنائے آمین۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

اس کتاب کی اشاعت میں عزیزی حافظ صدر الدین سلمہٗ اور حکیم محمود عبداللہ خاں صاحب اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاسمی کا تعاون اگر نہ ہوتا تو ابھی یہ کتاب چھپ نہ سکتی۔ میں ان حضرات کا دل سے شکر گذار ہوں۔

نجم الدین اصلاحی کان اللہ لہٗ — جنوری ۱۹۷۸ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختصر حالات شیخ الاسلام محی الدین النواوی رحمہ اللہ تعالیٰ

شیخ الاسلام محی الدین النواوی بہت بڑے محدث اور بے نظیر مصنف محقق اور زہد و تقویٰ میں یگانۂ روزگار تھے، آپ کی ولادت محرم کے درمیانی عشرہ ۶۳۱ھ میں ہوئی۔ دمشق میں وہ ۶۴۹ھ میں پہنچے، پھر ساڑھے چار مہینے میں تنبیہ پڑھی اور سال کے بقیہ حصہ میں چوتھائی مہذب حفظ کرلیا۔ دمشق میں دو سال کے قیام میں سوئے نہیں اور روزانہ بارہ سبق مشائخ کرام سے پڑھا کرتے تھے، امام نواوی نے خود بیان فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ مجھ کو فن طب سے دلچسپی ہوئی، چنانچہ میں شیخ الرئیس بو علی سینا کی کتاب "قانون" خرید کر پڑھ رہا تھا کہ اس کا یہ اثر ہوا کہ میرے دل پر تاریکی چھا رہی ہے، فوراً کتاب کو بیچ ڈالا، اور شبہ سے بچنے کیلئے دمشق کے باغات سے کبھی کوئی پھل نہیں کھائے، دن اور رات میں صرف عشاء کے بعد ایک مرتبہ کھانا کھاتے تھے اور صبح کو ایک بار پانی پیتے تھے اور رات کے اکثر حصہ میں بیدار رہ کر عبادت، ریاضت اور تلاوت و تصنیف میں مشغول رہا کرتے تھے اور تنگیٔ معاش کے باوجود صبر اور شکر اور تقویٰ اور پرہیزگاری میں اپنے زمانہ میں ممتاز تھے۔ ۶۵۰ھ میں مدرسہ رواحیہ میں پہنچے اور وہاں کتاب "تنبیہ" کو حفظ کرلیا اور ۶۵۱ھ میں اپنے والد کے ساتھ حج و زیارت سے فارغ ہوگئے اور پھر تصنیف و تالیف میں آخری زندگی تک مشغول رہے اور بہت سی مفید کتابوں کے مصنف ہوئے، جن کے اسماء درج ذیل ہیں:-

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الروضہ ، المنہاج ، المناسک ، تہذیب الاسماء واللغات ، شرح صحیح مسلم شرح المہذب ، التبیان فی آداب حملۃ القرآن ، الارشاد ، التیسیر والتقریب ، ریاض الصالحین ، الاذکار ، الاربعین ، الطبقات الفقہاء ، والشافعیہ وغیرہ ،

آپ کے شیوخ و اساتذہ کی فہرست طویل ہے ، ان میں قاضی رضی ابن برہان الدین اور شیخ الشیوخ عبدالعزیز الحموی اور ایک جماعت جن میں شیخ کمال اور اسحاق بن احمد مغربی سرفہرست ہیں ، صحیحین وسنن ابی داؤد ، ترمذی ، نسائی ابن ماجہ ، دارقطنی ، شرح السنہ ، مسند شافعی و مسند امام احمد کو عزالدین ابن خالد سے سماعت فرمائی ، اور آپ سے ایک جماعت فقہاء اور حفاظ حدیث مثلاً علاء الدین بن العطار ، شیخ ابی الحجاج المزی ، قاضی محی الدین المزرعی اور امام شمس الدین ابن النقیب اور بہت بڑی تعداد نے استفادہ اور روایت حدیث کیا ہے ۔

امام رافعیؒ اور شیخ محی الدین نوویؒ میں اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جاتا ہے تو بعض فقہاء امام رافعی کو اور بعض امام نوویؒ کو ترجیح دیتے ہیں ، صوفیہ میں سے عارف باللہ ولی کبیر شیخ یٰسین المزین کی مجلسوں میں شریک ہوتے تھے اور ان کے اشارات کو قبول فرماتے تھے ، بعض شامی علماء سے منقول ہے کہ امام نوویؒ کی موت سے چند دن قبل شیخ یٰسین نے فرمایا کہ مستعار کتابوں کو واپس کردو اور گھر جاکر اہل وعیال سے ملاقات کرلو ، چنانچہ آپ نے عمل فرمایا ، پھر ۲۴ رجب ۶۷۶ھ کو وصال ہوگیا جبکہ آپ کی داڑھی کے چند ہی بال سفید تھے ، رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ ۔ امام نووی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ صوفیاء کرام اس امت محمدیہ کے برگزیدہ اور منتخب لوگوں میں سے ہیں ، ملاحظہ ہو امام یافعیؒ المتوفی ۷۶۸ھ کی کتاب مرآۃ الجنان ۔ اللھم الحقنا بسلفنا الصالحین واجعل لنا لسان صدق فی الآخرین ۔ آمین یارب العالمین ۔

نجم الدین اصلاحی کان اللہ لہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابِ اوّل

تلاوت قرآن مجید اور حفظ کرنے والوں کی فضیلت میں

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ اما بعد

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً یَّرْجُوْنَ تِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ ۔ لِیُوَفِّیَھُمْ اُجُوْرَھُمْ وَیَزِیْدَھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ شَکُوْرٌ ۔ (سورۃ الفاطر)

جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں گھاٹا نہیں تاکہ ان کو ان کی اجرتیں پوری دیں اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دیں بیشک وہ بڑے بخشنے والے اور قدردان ہیں[1]

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور

---

[1] اس آیت کریمہ سورۂ فاطر سے ان لوگوں کے خیال کی تردید ہو جاتی ہے جو کہتے ہیں کہ بغیر معنی سمجھے تلاوت سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے، البتہ جو لوگ معنی و مطلب کو سمجھتے ہیں ان کو زیادہ لطف آتا ہے اور ان کی قلبی کیفیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکھائے۔ (بخاری)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سمجھ کر قرآن پڑھتا ہے وہ بزرگ نیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور وہ شخص کہ قرآن پڑھتا ہے اور اٹکتا ہے، اور پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے اس کے لئے دوہرا ثواب ہوتا ہے[1] (بخاری ومسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن جو قرآن پڑھتا ہے اس کا حال مانند حال ترنج کے ہے کہ بُو اچھی ہوتی ہے اور مزہ بھی اسکا اچھا ہوتا ہے، اور حال اس مومن کا کہ قرآن نہیں پڑھتا مانند حال کھجور کے ہے کہ بُو اس میں نہیں ہے اور مزہ میٹھا ہے، اور حال اس منافق کا کہ قرآن نہیں پڑھتا وہ اندرائن کے پھل کے مثل ہے کہ بُو بھی اچھی نہیں اور مزہ بھی کڑوا ہے اور مثال اس منافق کی کہ قرآن پڑھتا ہے وہ مثل خوشبودار پھول کے ہے کہ بُو اس کی اچھی ہے اور مزہ کڑوا ہے[2]۔ (مسلم وبخاری)

---

[1] ماہر قرآن وہ شخص ہے جس کو قرآن خوب یاد ہو اور جو اٹکے نہیں۔ جو فرشتوں کا سا عمل کرتا ہے وہ آخرت میں منازل عُلیا میں اُن فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ دو ثواب سے مراد ایک تلاوت کا ثواب ہے، دوسرا اٹک اٹک کر پڑھنے میں جو مشقت ہوتی ہے اس کا ثواب، خلاصہ یہ کہ ماہر قرآن تو افضل ہے ہی، رُک رُک کر پڑھنے والوں کی بھی نفضیلت ثابت ہے۔

[2] یعنی مومن قرآن خواں میں دو صفتیں ہیں ایک باطنی یعنی اعتقاد دلی اس کو میٹھا مزہ فرمایا، دوسری صفت ظاہری جس کا اثر لوگوں کو پہنچتا ہے، اسکو خوشبو سے تشبیہ دی یعنی مومن قرآن خواں کا ظاہر و باطن دونوں بہتر ہے اور جو مومن قرآن خواں نہیں اسکا باطن ایمان کے سبب سے اچھا ہے مگر ایمان کا ظاہری اثر نہیں، اور منافق قرآن خواں میں ظاہری اثر ہے مگر باطنی نہیں اس لئے کہ اسکا اعتقاد درست نہیں۔ اور جو منافق قرآن خواں نہیں نہ ظاہر اس کا اچھا اور نہ باطن اسکا اچھا۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر ابن الخطاب خلیفۂ دوم رضؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ بیشک اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے ذریعہ کتنے لوگوں کو بلند کرتا ہے اور کتنے لوگوں کو پست کرتا ہے[۱] (مسلم)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے فرماتے تھے قرآن پڑھو کہ قرآن قیامت کے دن پڑھنے والے کی شفاعت فرمائے گا۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دو آدمیوں پر رشک آتا ہے، ایک وہ شخص کہ رات اور دن کو قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور مال میں سے اس کی راہ میں رات دن خرچ کرتا رہتا ہے، دوسرا وہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کا اس کو علم دیا اور وہ اس کے موافق عمل کرتا رہتا ہے (بخاری و مسلم)

---

[۱] عامر ابن واثلہ ابی الطفیل سے روایت ہے کہ نافع ابن عبدالحارث عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے عسفان کے مقام پر ملے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مکہ کا امیر مقرر کیا تھا، پوچھا کہ اہل مکہ پر اپنی جگہ امارت پر کس کو چھوڑ کر آئے؟ نافع نے جواب دیا کہ ابن ابزیٰ کو، خلیفۂ دوم نے فرمایا کہ ابن ابزیٰ کون ہے؟ نافع نے جواب دیا کہ ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک غلام ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا تم اہل مکہ پر غلام کو امیر اور حاکم بنا کر کے آئے ہو، نافع نے کہا ہاں اس لئے کہ وہ کتاب اللہ کا قاری اور فرائض اور علوم قرآن کا عالم ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ٹھیک ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے" ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین" چنانچہ استیعاب میں علامہ ابن عبدالبرؒ کو عبدالرحمن ابن ابزیٰ کے بارے میں یہ فقرہ لکھنا پڑا "وقال فیہ عمر ابن الخطاب عبدالرحمن ابن ابزیٰ ممن رفعہ اللہ بالقرآن" یعنی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عبدالرحمن ابن ابزیٰ ان لوگوں میں ہیں جنکو قرآن نے بلند مرتبہ پر پہنچایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید میں سے ایک حرف پڑھے تو اسکے بدلے ہر حرف پر نیکی ہے اور وہ نیکی برابر دس نیکیوں کے ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے[۱]، ترمذی نے فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب باری عزّ اسمہٗ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید جس کو باز رکھے میری یاد سے اور میرے مانگنے سے تو میں اس کو اس چیز سے بہتر دیتا ہوں مانگنے والوں کو، اور کلام الٰہی کی بزرگی تمام کلاموں پر ایسی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی بزرگی تمام مخلوقات پر ہے[۲]۔ (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک جس شخص کے دل میں قرآن مجید میں سے کچھ نہیں ہے وہ مثل اجاڑ اور ویران مکان کے ہے۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حافظ قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھ اور پڑھ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جس طرح دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا

---

[۱] اس روایت کی توجیہ میں صاحب اشعۃ اللمعات کا یہ نکتہ پیش نظر رکھنا چاہیے، فرماتے ہیں تیس۳۰ نہیں بلکہ نوّے۹۰ نیکیاں درج اعمال ہوتی ہیں، کیونکہ الم کو حروف مقطعات کی طرح پڑھنے میں تو حروف ادا ہوتے ہی نہیں ہیں، پس الف ۳۰ لام ۳۰، اور میم ۳۰، کل ۹۰ ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم

[۲] روایت کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اذکار اور اوراد وغیرہ کو چھوڑ کر صرف قرآن مجید کو اپنا وظیفہ بنالیتا ہے اور اسی کا ہو رہتا ہے تو یہ قرآن مجید کی تمام مرادوں کے بر لانے میں سب سے بہتر ہے، خدا سے ہمکلامی کوئی معمولی بات نہیں ہے خوب غور کر لیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرا مرتبہ و مقام آخری آیت تک ہے جو تو پڑھے[1]

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کو پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسے تاج پہنائے جائیں گے کہ اس کی روشنی تمہارے دنیا کے گھروں کے آفتاب سے زیادہ بہتر ہو گی، اسی پر عامل بالقرآن کو قیاس کر لو کہ کیا اس کا مرتبہ ہو گا[2] (ابوداؤد احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھو بے شک اللہ تعالیٰ جس دل میں قرآن مجید محفوظ ہے اس کو عذاب نہ دے گا، اور بے شک یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت کا دستر خوان ہے جو اس میں پہنچا وہ بے خوف ہو گیا اور جو قرآن سے محبت کرے اس کو بشارت ہے۔ (دارمی)

حمیدی جمال رحمۃ اللہ علیہ نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ جہاد کرنے والا بہتر ہے یا قرآن مجید پڑھنے والا، سفیان ثوری نے فرمایا کہ قرآن پڑھنے والا، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :۔ خیرکم من تعلم القرآن و علمہ۔ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔

---

[1] کوفیوں کے نزدیک جن کی قرأت اس دیار ہند میں مروج ہے مشہور قول کے مطابق قرآن مجید کی آیات کی تعداد ۶۶۶۶ ہے، علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب اتقان جلد اول صـ ۶۹ میں تحقیق کی ہے کہ قرآن مجید کی آیات کی تعداد ۶۶۱۶ ہے اور حروف کی تعداد تین لاکھ تینتیس ہزار چھ سو اکہتر ہے اور یہی تعداد ان کے نزدیک صحیح ہے، ایک روایت میں آیا ہے کہ جنت کے درجے بقدر آیات قرآن کے ہیں، جو تمام قرآن پڑھے گا جنت کے اوپر کے درجے پر جو اس کے لائق ہو گا چڑھے گا، واللہ اعلم۔ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے قاری قرآن اور حافظ قرآن کے مدارج اور مرتبے کا اندازہ کرنا چاہیئے، سبحان اللہ کیا شان ہے۔

[2] قرآن مجید پر عمل کرنے والے کے ماں باپ کا جب یہ مرتبہ ہو گا تو خود اس عامل قرآن کا کیا درجہ ہو گا؟ اللہ ہی نے بتایا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب ۲

قرآن مجید پڑھے ہوئے کی دوسروں پر ترجیح

حضرت عبداللہ بن مسعود انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام قوم کا وہ شخص ہو جو قرآن مجید بہتر پڑھتا ہو[1] (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت میں بوڑھے اور جوان حفاظ قرآن ہوتے تھے، بخاری نے اسکو ذکر کیا ہے، مذہب صحیح اور مختار کی بنا پر علماء حق نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت سبحان اللہ ولا الٰہ الا اللہ کہنے سے افضل ہے جس کی تائید میں اور دلائل بھی موجود ہیں۔

---

[1] امامت اس کو کرنی چاہیئے جو عالم ہو اور مسائل نماز سے اچھی طرح واقف ہو بشرطیکہ اس کے اعمال بھی اچھے ہوں، اس کے بعد جسے قرآن زیادہ یاد ہو اور اچھا پڑھتا ہو۔ اس کے بعد جو زیادہ متقی پرہیزگار ہو، اس کے بعد جو زیادہ عمر والا ہو، اس کے بعد جو خوش اخلاق ہو اور شرافت ذاتی رکھتا ہو، اس کے بعد جو زیادہ وجیہ اور صاحب وقار ہو، وغیرہ امامت کے لئے اچھے اور افضل کا انتخاب ہونا چاہیئے، اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ قوم کی امامت ایسا شخص کرے جو سب میں افضل ہو اگر اس کے ہوتے ہوئے کسی ادنیٰ کو امام بنایا گیا تو وہ قوم ہمیشہ پستی میں رہے گی۔ تفصیل کے لئے جامع صغیر سیوطیؒ اور شرح السنہ بغویؒ وغیرہ کتب شرح حدیث ملاحظہ ہوں۔ اصلاحی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب ۳

حافظ قرآن کی عزت اور توقیر کے بیان اور ان کو تکلیف دینے کی ممانعت میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب[1]۔ (سورہ حج)

اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگی چیزوں کا سو وہ دل کی پرہیزگاری کی بات ہے

وَمَنْ یُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ

اور جو کوئی بڑائی رکھے اللہ کی حرمتوں کی سو وہ بہتر ہے اس کے حق میں اس کے رب کے نزدیک،

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا (سورہ شعراء)

اور اپنے بازو نیچے رکھ ان کے واسطے جو تیرے ساتھ ہیں ایمان والے، اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بدون گناہ کئے تو اٹھایا انھوں نے بوجھ جھوٹ کا اور صریح گناہ کا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے بوڑھے مسلمان اور قرآن جاننے والے کی تعظیم کرنا جو اس میں غلو اور تشدد کرنے والا نہ ہو اور نہ قرآن سے دور ہونے والا ہو، اور عادل و منصف بادشاہ کا اکرام کرنا۔ (ابوداؤد)

---

[1] شعائر اللہ ۔ کعبہ، قرآن مجید اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ شعائر جمع ہے، اس کا واحد شعیرہ اور شعارہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کا ان کے مرتبہ کے مطابق احترام کرو (حاکم)

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ احد کے مقتولین میں سے دو دو آدمیوں کو ایک قبر میں کرتے پھر فرماتے ان میں سے قرآن کون زیادہ جانتا ہے، جس کی طرف لوگ اشارہ کرتے آپؐ اس کو قبر میں مقدم کرتے۔ (بخاری)

حدیث قدسی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص میرے ولی کو دکھ دیتا ہے میں اس کو اعلان جنگ کرتا ہوں (بخاری)

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ نماز صبح کی پڑھے پس وہ شخص اللہ کے ذمہ میں ہے الخ [1] (مسلم)

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا روایت میں جو لفظ ولی یعنی دوست کے ہیں فرماتے ہیں کہ ولی سے مراد علماء حق ہیں کیونکہ اگر یہ علماء اللہ کے ولی اور دوست نہیں تو پھر دوسرا کون ہو سکتا ہے، یہ بدرجۂ اولیٰ ولی ہیں، ان کے بعد ہی اور لوگ، چنانچہ اسی بنا پر امام ابو القاسم بن عساکرؒ نے لوگوں کو تنبیہ فرمائی ہے کہ علماء کی غیبت اور انکی بُرائی کرنا حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ جو علماء کی بُرائی کرتا اور

---

[1] نماز صبح پڑھنے کے بعد نمازی اللہ تعالیٰ کے عہد وامان میں ہو جاتا ہے، لوگوں کو چاہئے کہ اس نمازی سے کوئی ایسی بات نہ کریں جو اللہ تعالیٰ کی امان میں خلل ڈالے اور اللہ اس سے مؤاخذہ فرمائیں، پھر نجات کہاں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی بے حرمتی کرنے میں اپنی زبان کو آزاد کر دیتا ہے تو دنیا ہی میں اس کا نتیجہ ظاہر ہو کر رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو موت سے پہلے دل کی بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے اور اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے، پس لوگوں کو اللہ و رسول کی مخالفت سے بچنا چاہیئے، قرآن مجید میں یہ آیت صاف و صریح ہے۔

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہٖ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم۔	تو ڈرنا چاہیئے ان لوگوں کو جو خلاف کرتے ہیں رسول کے حکم کا اس بات سے کہ ان پر کوئی بلا یا ان کو پہنچے دردناک عذاب۔

چوتھا باب

قرآن کے پڑھانے اور پڑھنے والے کے آداب میں

اس باب میں کئی فصلیں ہیں جو کتاب کا مقصود ہیں۔

(۱) **فصل نمبر ۱۔** استاد قرآن اور شاگرد قرآن کو چاہیئے کہ سب سے پہلے قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقصد بنائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَۃِ۔ (سورہ بینہ)	ان کو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ عبادت اس کے لئے خاص رکھیں، یکسو ہو کر، اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ پسندیدہ اور مضبوط لوگوں کی راہ ہے (سورہ بینہ)

بخاری اور مسلم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عمل کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیت کی[1]۔ یہ حدیث اصول اسلام میں سے ہے جس کی تفصیل میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق دیا جاتا ہے، امام ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ اخلاص کی تعریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اخلاص عبادت میں اکیلے اللہ تعالیٰ کو قصد کرنے کا نام ہے. یعنی عبادت میں تقرب اور نزدیکی اللہ کے سوا دوسری کوئی شے مثلاً مخلوق سے بناوٹ اور تعریف وغیرہ کا ارادہ نہ کرے، حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اخلاص نام ہے بندے کے ظاہر و باطن میں عمل کے یکساں ہونے کا حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ اخلاص کی پہچان ہے عام لوگوں کی مدح اور ذم یعنی تعریف اور مذمت آدمی کی نظر میں یکساں ہو جائے یعنی نہ تو تعریف سے خوش ہو اور نہ برائی سے رنجیدہ ہو، اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کے استغراق میں اور ثواب اخروی کی امید پر اعمال درمیان سے فراموش ہو جائیں، حضرت فضیل ابن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے لئے عمل کا چھوڑ دینا ریا ہے اور لوگوں کے لئے عمل کرنا شرک ہے، اخلاص[2] تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو ان دونوں باتوں سے محفوظ رکھے۔ حضرت سہیل تستریؒ فرماتے ہیں کہ عمل میں اخلاص یہ ہے کہ آدمی کے حرکات و سکنات، ظاہر و مخفی سب اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے لئے ہو جائیں جس کے اندر خواہشات نفس اور دنیا کی آمیزش نہ ہو ۔

---

[1] مطلب یہ ہے کہ بغیر قصد اور نیت وارادہ کے معتبر نہیں ہوتا، اگر زبان سے کہا اور دل غافل رہا تو معتبر نہیں اسی لئے علماء نے صرف زبان سے نیت کرنے کو معتبر نہیں سمجھا ہے پس اگر نیت ٹھیک نہیں ہے تو بجز اوقات ضائع کرنے کے کچھ فائدہ نہیں ہے ۱۲ [2] شیخ الحرم حضرت فضیل ابن عیاض رحمہ اللہ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کی تفسیر میں آب زر سے لکھنے کے قابل نکتہ ارشاد فرماتے ہیں۔ فَالْخَالِصُ اِذَا کَانَ لِلّٰہِ وَالصَّوَابُ اِذَا کَانَتْ عَلَی السُّنَّۃِ۔ یعنی عمل میں ریا کا قطعی دخل نہ ہو بلکہ خدا کے لئے ہو دوسرے مطابق سنت کے ہو۔ مقبولیت اعمال کو اسی کسوٹی پر جانچنا چاہیے۔ (۱۲ صلاحی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سری سقطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اخلاص یہ ہے کہ تو لوگوں کے خیال سے لوگوں کے لئے عمل نہ کر اور نہ ترکِ عمل ہی لوگوں کے لئے کر، مطلب یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کی گنجائش نہ ہو جو نیکی ہو انھیں کی رضامندی مدنظر ہو۔

حارث محاسبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صدیق وہ ہے کہ اپنے قلب کی اصلاح کی فکر میں مخلوقات کی نگاہوں سے گر جانے کی کوئی پرواہ نہ ہو۔ اور ذرہ برابر اپنے حُسنِ عمل کو اچھا نہ سمجھے اور نہ اس کو دوسروں کے بڑے اعمال سے کراہیت پیدا ہو۔ کیونکہ برا سمجھنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ ان کے اندر زیادتی کو پسند کرتا ہے اور صدیقین کے یہ بات شایان شان نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ بندہ جب سچائی ہی طلب کرے گا تو اللہ اس کو روشن ضمیری عطا فرمائے گا جس سے وہ عجائبات دین و دنیا کو مشاہدہ و ملاحظہ فرمائے گا، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شرح المہذب۔

(۲) فصل نمبر۲: ۔ قرآن مجید کے پڑھانے میں ہمیشہ اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ اس سے دنیا کی غرض وابستہ نہ ہو کہ پڑھ کر اور پڑھا کر مال اور عزتِ دنیا یا ریاست ادر وجاہت اور دوسروں کے مقابل میں اپنی برتری اور بڑائی حاصل کرنا پیش نظر ہو اور لوگوں کو اس کے ذریعہ اپنی طرف مائل کرنا ہی مطمح نظر ہو، اور پڑھانیوالا مال و دولت کی خواہش میں چاپلوسی سے پیش نہ آئے اگرچہ کم درجہ میں ہو، ہاں اگر معلم کو ہدیہ کے طور پر کچھ دیا جائے تو معلم کو یہ سوچنا ہو گا کہ اگر ہم نہ پڑھاتے تو بھی یہ ہدیہ اور تحفہ ہم کو ملتا تو خیر قبول کر لینے میں کوئی مضایقہ نہیں قبول کر لے ورنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا	جو کوئی چاہتا ہے آخرت کی کھیتی بڑھائیں گے ہم اس کے واسطے اس کی کھیتی، اور جو کوئی چاہتا ہو دنیا کی کھیتی اسکو دیویں گے ہم کچھ اس میں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ نَّصِیْبٍ (شوریٰ)	اور اس کے لئے نہیں آخرت میں کچھ حصہ۔

دوسری جگہ ارشاد باری ہے:

مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَۃَ عَجَّلْنَا لَہٗ فِیْہَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ۔	جو کوئی چاہتا ہو دنیا جلد دیویں اس کو اس میں جتنا چاہیں، جس کو چاہیں۔ (بنی اسرائیل)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کہ علم سیکھے اس طرح کا علم کہ جس سے اللہ کی رضا طلب کی جاتی ہے، اس نے نہیں سیکھا اس کو مگر اس واسطے کہ اس سے دنیا حاصل ہو، ایسا شخص نہ پائے گا قیامت کے دن جنت کی خوشبو۔ (ابوداؤد)

حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص علم اس لئے حاصل کرے کہ اس کے ذریعہ علماء سے فخر کرے اور بیوقوفوں سے اس کے سبب جھگڑے یا لوگوں کو اپنی جانب پھیرے اور مائل کرے، اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں داخل کریں گے۔ (ترمذی وغیرہ)

(۳) **فصل نمبر (۳)**:۔ اس بات سے لوگوں کو پوری احتیاط برتنی چاہیئے کہ قرآن مجید کے پڑھانے میں یہ ارادہ نہ ہو کہ صرف طلبہ کی کثرت ہو، اور اس سے دنیاوی فائدہ ہو، اور نہ یہ خیال معلمِ قرآن کو ہو کہ اگر کوئی اور بھی یہ کام کرتا ہو اور اس کے طلبہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور پڑھیں تو اس سے اس کو تکلیف ہو، یہ اکثر جاہل معلموں کا طریقہ ہوتا ہے، اس سے ان کی نیتوں کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ مقصود دین نہیں ہے بلکہ دنیاوی شہرت وغیرہ ہے، اس سے بچنا چاہیئے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے یہ کام ہوتا تو ہرگز اس کو تکلیف نہ ہوتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ اپنے دل کو سمجھا لیتا کہ مقصد اللہ کی رضامندی ہے سو اس صورت میں وہ ہو رہی ہے اور دوسرا بھی وہی کام کر رہا ہے اور قرآن مجید کا علم پڑھ رہا ہے۔

حضرت علی بن طالبؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے قرآن مجید کے حافظو قرآن پر عمل کرو کیونکہ عالم وہی ہے جو پڑھا ہے اس پر چلے اور اس کا عمل علم کے مطابق ہو، بعد میں ایسے لوگ آئیں گے جو علم پڑھے ہوں گے مگر ان کے حلق سے نیچے علم نہ ہوگا، ان کا عمل علم کے مخالف ہوگا اور ان کا ظاہر باطن سے جدا ہوگا، مختلف ٹولیوں اور حلقوں کے ذریعہ فخر و مباہات دوسروں پر کریں گے اور جب کوئی ان کا ساتھی دوسری جگہ بیٹھا دکھائی دے گا تو غصہ کریں گے اور اس کو چھوڑ دیں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے جن کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور میں نہیں پہنچیں گے اور نہ قبول ہوں گے۔ (دارمی)

سند صحیح کے ساتھ یہ بات حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی موجود ہے، آپ نے فرمایا کہ میں اس کو دل سے پسند کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے مجھ سے پڑھا ہے اگر وہ میری طرف ایک حرف کی بھی نسبت نہ کریں تو مجھے رنج ہرگز نہ ہوگا، اس سے ان ائمہ کرام کی صحیح نیتوں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس درجہ اُن بزرگوں پر اللہ کا ڈر غالب رہا کرتا تھا۔

(۴) **فصل نمبر (۴)**:۔ علم دین کے معلمین اور استادوں کیلئے مناسب ہے کہ وہ ان اخلاق سے موصوف ہوں جو شریعت میں آئے ہیں یعنی معلم بہترین اخلاق اور پسندیدہ عادات والا ہو، دنیا سے رغبت نہ ہو اور نہ دنیا کی اس کو پروا ہو، طبیعت میں سخاوت ہو، چہرہ پر بشاشت اور طمانیت ہو اور برے اخلاق سے نفرت ہو اور ذلیل طریقہ پر روزی حاصل کرنے سے بچتا ہو، صابر اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بردبار ہو، شبہ تک کی چیز سے پرہیز کرتا ہو، متواضع اور منکسر مزاج ہو، وقار اور سکونِ قلب رکھتا ہو، ہنسی و مذاق اس حد تک کرتا ہو جس کی اجازت حدیث سے ثابت ہوتی ہے، ہنسنے میں زیادتی نہ ہو، معمولات اور وظائف شرعی کا پابند ہو، پاک وصاف رہتا ہو، ناخن بڑھے نہ ہوں اور جن بالوں کو شریعت نے مونڈنے اور دور کرنے کا حکم دیا ہے اُس کو دور کرتا ہو، مونچھوں کو کترواتا ہو اور داڑھی کو بڑھاتا ہو، اوچھے یعنی ایسے لباس جو مکروہ ہوں یا اُن سے بدبو آتی ہو اس کو استعمال نہ کرتا ہو اور پوری طرح حسد اور ریاکاری سے بچتا ہو، غرور اور گھمنڈ نہ ہو، اور دوسروں کی ذلت نہ کرتا ہو یعنی بری طرح یاد نہ کرتا ہو اگرچہ وہ ان سے کم درجہ کا ہو، اور جن احادیث میں تسبیح و تقدیس اور ذکر و اذکار وارد ہوئے ہیں ان پر عمل پیرا ہو اور اللہ تعالیٰ کی جانب ظاہر اور باطن سے متوجہ ہو اور ہر کاموں میں ان ہی کی طرف توجہ کرتا ہو۔

(۵) **فصل نمبر (۵)**:- استاد کو چاہیے کہ طالب علم پر نرمی کرے اور اس کے حسب حال اخلاق اور مجلس میں جگہ دے جیسا کہ حضرت ابو ہارون العبدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس جایا کرتے تو آپ فرماتے "مرحبا بوصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اس کے بعد فرماتے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بیشک لوگ تمہارے تابع ہیں اور بہت سے لوگ روئے زمین سے آئیں گے اور تم سے دین میں سمجھ طلب کریں گے پس جب وہ آئیں تو ان سے بھلائی کرنا اور دین کی تعلیم دینا یہ میری وصیت ہے۔ (ترمذی)

(۶) **فصل نمبر (۶)** معلم دین کو چاہیے کہ وہ طالب علم دین کو نصیحت کرتا رہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دین نصیحت ہے، ہم نے عرض کیا کس کے لئے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کی کتاب کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔ (مسلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیحت اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب کے لئے مراد یہ ہے کہ پڑھنے والے کی عزت کیجائے اور اس کو اس کے مصالح بتائے جائیں اور اس کے ساتھ نرمی اور شفقت برتی جائے اور ہر ممکن صورت سے علم دین کی تحصیل میں اس کی ہمنوائی کیجائے اور اس کی دلجوئی ہوتی رہے اور اس کو برابر علم پر ابھارا جائے، علم دین کی فضیلت بیان کی جایا کرے تاکہ اس کو اس سے دلچسپی پیدا ہوتی رہے، اور وہ خوش خوش اس کو حاصل کرے اور طالب علم دین کو دنیا سے بے رغبتی پر ابھارا کرے تاکہ اسکی طرف میلان نہ ہو جائے بلکہ قرآن کی خدمت کی فضیلت اس کے سامنے رکھے اور تمام علوم شرعیہ کے حاصل کرنے پر زور دیتا رہے جیساکہ صلحاء امت کا طریقہ رہا ہے کیونکہ یہی انبیاء علیہم السلام کی زندگی تھی، معلم پر یہ بھی ضروری ہے کہ طالب علم دین کے ساتھ وہی صورت اختیار کرے جو اپنے بچے اور اپنی ذات کے لئے پسند کیا جاتا ہے، اور اس پر وہی شفقت رکھے جو اپنی اولاد پر رکھتا ہے اور طالب علم کی غلطیوں اور بے ادبی پر صبر کیا جائے کیونکہ انسان کمزوریوں اور نقائص سے خالی نہیں ہے خصوصاً جب کہ وہ کم عمر ہو، بھلائی جس طرح اپنے لئے محبوب رکھتا ہے طالب علم کے لئے اسی طرح محبوب رکھے، اور جن چیزوں سے اُن کو نفرت ہو طالب علم سے بھی اسکو دور رکھے، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم مومن کامل نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تم جو اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے پسند نہ کرو۔

انھیں روایات کی بنا پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک لوگوں میں سب سے محترم وہ طالب علم دین ہے جو لوگوں سے گذر کر مجھ تک آتا ہے اگر میں اس کی طاقت رکھتا ہوں کہ اس کے چہرے پر مکھی نہ بیٹھنے پائے کہ اس سے اس کو تکلیف ہوتی ہو تو میں ضرور ایسا کروں گا، ساتھ ہی معلم پر یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ضروری ہے کہ اپنی بڑائی اور عظمت کا رعب طالب علم پر نہ ڈالے بلکہ نرمی اور تواضع سے پیش آئے، تواضع جب عام لوگوں کے ساتھ کیجاتی ہے تو جو شخص قرآن مجید کی تحصیل میں لگا ہوا ہے وہ اس سے بدرجہا تواضع کا مستحق ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تعلیم دینے اور حاصل کرنے میں نرمی اختیار کرو۔

حضرت ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم کے لئے زیبا ہے کہ اپنے سر پر مٹی ڈالے اللہ تعالیٰ سے تواضع کی خاطر۔

(۷) **فصل نمبر (۷)**:۔ معلم کو چاہیئے کہ آہستہ آہستہ طالب علم کو آداب شرعیہ اور بہترین وپسندیدہ اخلاق کی تعلیم دیتا رہے اور ادب سکھاتا رہے اور تمام ظاہر وباطن امور کی باریکیوں کو واضح کرتا رہے اور اپنے قول وفعل کے ذریعہ بار بار اخلاص، سچائی اور حسن نیت پر زور دیتا رہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھے اور بتائے کہ اسی سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے انوار وبرکات کے دروازے کھلیں گے اور دل کو پورا پورا سکون حاصل ہوگا اور پھر حکمت کے چشمے پھوٹ پڑیں گے، جس سے علم کے اندر برکت اور حالت میں تبدیلی پیدا ہوگی اور خدا کی جانب سے طالب علم کو توفیق خیر ہر قول وعمل کے اندر ہوگی۔

(۸) **فصل نمبر (۸)**:۔ بچوں کو علم دین کی تعلیم دینا فرض کفایہ ہے، اگر ایک آدمی کے سوا کوئی اور صلاحیت ہی نہ رکھتا ہو تو وہی حاصل کرے۔ اگر بہت سے لوگ ہوں تو بعض کا پڑھ لینا کافی ہوگا، ہاں اگر سب نے چھوڑ رکھا تو سب گنہگار رہوں گے۔

تعلیم وتعلم کے نظام کا قیام مسلمانوں پر فرض ہے، یہ تو ہو نہیں سکتا کہ تمام مسلمان گھر چھوڑ کر تحصیل علم کے لئے کھڑے ہوں پس ایسا کرنا چاہیئے کہ ہر بستی اور ہر گروہ میں سے کچھ لوگ اس کام کے لئے وقف ہوجائیں، وہ تعلیم وتربیت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرکز میں رہ کر دین میں بصیرت پیدا کریں اور پھر اپنی آبادیوں میں جا کر دوسروں کو تعلیم دیں، کتاب و سنت کے یہی اشارات تھے جنھوں نے مسلمانوں میں اول دن سے تحصیل علم کا عام ولولہ پیدا کر دیا تھا حتی کہ انھوں نے ایک صدی کے اندر ہی اندر علم کا ایسا عالم گیر نظام قائم کر دیا جس کی نظیر دنیا کی کسی قوم کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

(۹) **فصل نمبر (۹)**:- معلم کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم کا حریص ہو، اور اس کا دل پڑھانے کے وقت تمام مشاغل دنیویہ سے خالی ہو جو بہت سے ہیں ان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، معلم سمجھانے میں بخل نہ کرے اور ہر انسان کو اسکے لائق باتیں بتائے، بہت لمبی چوڑی تقریر نہ کرے جس کا طالب علم تحمل نہ کر سکے اور جہاں زیادتی کرنی ہو وہاں مختصر بات نہ کرے تاکہ متعلم استاد کے بار بار اعادہ سے اپنی یادداشت مکمل کرے، طالب علم کی تعریف بھی اس شرط کے ساتھ کیجائے کہ اس سے طالب علم میں غرور نہ پیدا ہو اور مناسب طور پر طالب علم کی سرزنش بھی کیجائے بشرطیکہ اس سے طالب علم کو نفرت نہ پیدا ہو اور طالب علموں میں کوئی لائق و فائق ہو تو چاہیئے کہ اس پر رشک و حسد نہ کیا جائے اور نہ اس سے معاوضہ میں زیادتی ہو کیونکہ حسد تو سنگین جرم ہے اور طالب علم سے حسد کرنا تو اور بھی، کیونکہ وہ بمنزلہ اولاد کے ہوا کرتا ہے اور معلم کو تو اس کے صلہ میں آخرت کے دن زیادہ ثواب ملے گا اور دنیا میں لوگ بھلائی سے یاد کریں گے۔

(۱۰) **فصل نمبر (۱۰)** معلم کو چاہیئے کہ اگر زیادہ بھیڑ ہو تو ترتیب کا خیال رکھے، اول کو اول اور آخر کو آخر میں جگہ دے اور پڑھائے، ہاں اگر پہلے سے آنے والے رضامندی سے بعد میں آنے والوں کو ترجیح دیدیں تو انھیں کو مقدم کر دیا جائے، سب کے ساتھ استاد خندہ پیشانی سے پیش آئے اور ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات کا پتہ بھی لیتا رہے اور جو غائب ہوں انھیں معلوم کرے کہ کیوں نہیں آئے۔

(۱۱) **فصل نمبر (۱۱)**:۔ علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی صحیح نیت کے ساتھ علم حاصل کرنے نہ آئے تو بھی اس کو پڑھانا چاہیئے، اس لیے کہ حضرت سفیان ثوریؒ وغیرہ نے فرمایا ہے کہ پڑھنے کے لئے آنا ہی علم کے تحصیل کی نیت ہے اور جو لوگوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے اللہ کے لئے علم حاصل نہیں کیا ہے تو علم نے بھی انکار کیا کہ یہ اللہ کے لئے ہو، اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ اس سے علم کی غایت اور اس کا مقصد اللہ ہی کے لئے حاصل کرنا ہو جائے۔

(۱۲) **فصل نمبر (۱۲)**:۔ اور معلم کے آداب تعلیم میں جس پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے اس کی جانب شدت سے توجہ کی گئی ہے یہ ہے کہ پڑھانے کے وقت اس کے دونوں ہاتھ اِدھر اُدھر بیکار نہ جاتے ہوں اور بلا ضرورت اس کی دونوں آنکھیں بھی اِدھر اُدھر نہ ہوتی ہوں، معلم پاک وصاف ہو کر صاف اور ستھرے لباس پہن کر قبلہ رو وقار سے بیٹھ جائے، اگر ہو سکے بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے اگر مسجد میں ہے تو نماز کا پہلے پڑھنا اور زیادہ بہتر ہو گا، چار زانو ہو کر بیٹھنا اور بغیر اس کے بھی جائز ہے، ابو داؤد سجستانیؒ بسند روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں پڑھانے کے وقت زانو پر بیٹھ کر پڑھاتے تھے۔

(۱۳) **فصل نمبر (۱۳)**:۔ معلم کے فرائض میں سے یہ ہے کہ وہ علم کو ذلیل نہ کرے جس پر سلف نے بڑا زور دیا ہے، یعنی اپنی جگہ سے اٹھ کر دوسروں کے دروازوں پر نہ جائے بلکہ اپنی جگہ پر قائم رہے، اگرچہ خلیفۂ وقت ہی کا حکم کیوں نہ ہو اس سے علم دین محفوظ رہے گا اور یہی طریقہ سلف صالحین کا رہا ہے جس کے بہت سے واقعات تاریخ اسلام میں محفوظ ہیں۔

(۱۴) **فصل نمبر (۱۴)**:۔ معلم کو چاہیئے کہ اپنی مجلس کو وسیع رکھے تاکہ ہر شخص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پوری دل جمعی اور سکون سے بیٹھ کر استفادہ کر سکے کیونکہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد موجود ہے کہ سب سے بہتر مجلس وہ ہے جو وسیع ہو، ابوداؤد، یہ روایت باسناد صحیح کتاب الآداب میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(۱۵) **فصل نمبر (۱۵)** :- طالب علم کے آداب کا بیان ۔ اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے وہ فی الحقیقت آداب متعلم ہی ہے، متعلم کے آداب میں سے یہ ہے کہ وہ حتی الوسع ایسے اسباب سے بچے جو تحصیل علم میں مانع ہوں، اِلّا یہ کہ اس کی شدید ضرورت ہو، طالب علم کو چاہیئے کہ اپنے قلب کو ایسے امور سے پاک کرے جو قرآن مجید کی تحصیل میں مانع ہوں بلکہ وہ اپنے قلب کو قرآن مجید کے حفظ کے لائق بنائے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خبردار ہو جاؤ جسم کے اندر ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ ٹھیک ہے تو سارا جسم ٹھیک ہے اور جب اس میں بگاڑ واقع ہوتا ہے تو سارا نظام جسمانی تباہ و برباد ہو جاتا ہے، وہ ہے دل، کسی نے بہت خوب بات کہی ہے کہ علم کے لئے دل کا علاج کرواور اس کو صحیح و تندرست بناؤ، اسی طرح جس طرح کسان کھیت کو زراعت کے لئے ہر ممکن طور پر درست کرتا ہے، طالب علم کو ہر طرح استاد کے ساتھ تواضع وخاکساری سے پیش آنا چاہیئے، اگرچہ وہ استاد عمر میں طالب علم سے چھوٹا ہی کیوں نہ ہو، اور باعتبار نسب شاگرد سے فروتر ہو اور شہرت بھی نہ رکھتا ہو، علم کے لئے تواضع وخاکساری ہو گی تو علم بھی اس کو حاصل ہو کر رہے گا۔

طالب علم ہر طرح اپنے استاد کا مطیع و فرمانبردار رہے اور اپنے کاموں میں استاد سے مشورہ کرتا رہے، اس کی مثال اس مریض کی سی ہے جو لائق اور تجربہ کار طبیب کی باتوں اور پرہیز پر عمل کرتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۶) فصل نمبر (۱۶): علم ایسے باکمال سے حاصل کیا جائے جس کی اہلیت کامل طور پر مسلم ہو اور اس کی دیانت وراست بازی اور معرفت علم پورے طور پر سب کے نزدیک مشہور ہو چکی ہو جیسا کہ حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ مشہور تابعی نے فرمادیا ہے اور یہی بات حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے، ارشاد ہوتا ہے کتاب وسنت کا علم دین کا علم ہے، پس خوب اچھی طرح دیکھ لو کہ اس علم کو کس سے حاصل کر رہے ہو، شاگرد پر واجب ہے کہ اپنے استاد کا غیر معمولی احترام پیش نظر رکھے اور اس کی اہلیت وصلاحیت کا اعتراف اس کے مماثل واقران کے مقابل کرتا رہے اور یہ خیال راسخ کرلے کہ یہ استاد ہم کو پوری طرح فائدہ پہنچا سکتا ہے سلف صالحین کے زمانے میں یہ دستور رہا ہے کہ جب شاگرد استاد کے پاس جاتے تو کچھ ہدیہ پیش کرتے اور یہ دعا بھی اپنے استاد کے حق میں کرتے کہ اے اللہ میرے استاذ کے عیب کو میری نظروں سے اوجھل کردے اور اس کے علم کی برکت کو مجھ سے دور نہ رکھ، ربیع رح جو امام شافعی رح کے شاگرد تھے فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی امام شافعی رح کے روبرو پانی پینے کی جرأت اور ہمت نہ کی، اس درجہ ان کی ہیبت کا ان پر غلبہ تھا حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اے شاگرد تجھ پر استاد کا یہ حق ہے کہ جب تو اس کے پاس جائے تو عام سلام کے علاوہ استاد کو تحیت و مبارکباد دے اور اس کے سامنے ادب سے بیٹھ جا اور اس کے سامنے اشارہ و کنایہ کرنے سے احتراز کر، اور یہ بھی نہ کہو کہ آپ کے قول کے خلاف یہ قول ہے اور اس کے سامنے ہرگز کسی کی غیبت بھی نہ کرنا اور اگر وہ پڑھا کر کھڑا ہو جائے تو اس کے کپڑے کو پکڑ کر نہ کھینچنا کہ اور پڑھا دیجئے اور اگر اس کو کسل اور سستی پڑھانے میں کسی وجہ سے آجائے تو اصرار نہ کرنا اور استاد کی طول صحبت سے گھبرا نہ اٹھنا شاگرد کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس حکیمانہ ارشاد کے مطابق عمل کرنا اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعادت کی دلیل ہے، اور اپنے استاد کی غیبت سے بچے اگر معذوری ہو تو پھر اس کی مجلس سے علاحدہ ہو جا۔

(۱۷) **فصل نمبر (۱۷)** :- استاد کے جن خصائل اور عادات کا ذکر اوپر آگیا ہے ایسے اوصافِ حمیدہ استاد کی خدمت میں شاگرد کو پاک وصاف اور طہارت کے ساتھ تمام امور سے فارغ ہو کر حاضر ہونا چاہیئے اور بغیر استاد کی اجازت کے ایسی جگہ حاضر نہ ہونا چاہیئے جہاں پر اجازت ضروری ہے اور حاضری کے وقت تمام حاضرینِ مجلس کو سلام کرنا اور استاد کی خصوصی مزاج پرسی ضروری ہے اور جب اس مجلس سے واپس ہو تو سب کو سلام وتحیت دیتا ہوا واپس ہو جیسا کہ حدیث میں آگیا ہے، پہلے اور بعد کے آنے والوں میں کچھ فرق نہیں سب برابر ہیں، لوگوں کے اوپر سے گردن پھاندتا ہوا آگے نہ جائے بلکہ جہاں مجلس ختم ہو وہیں رُک جائے اور بیٹھ جائے، ہاں اگر شیخ نے آگے بڑھنے کی اجازت کسی خاص وجہ سے دیدی تو آگے بڑھے اور اپنی جگہ سے کسی کیلئے کھڑا نہ ہو، اگر کوئی ایثار کر کے آگے بڑھنے کو کہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع اور اقتدا کرے یعنی آگے نہ بڑھے، اگر آگے بڑھنے میں حاضرینِ مجلس کی مصلحت اور شیخ کا حکم بھی ہے تو آگے بڑھ جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور حلقہ کے بیچ میں نہ بیٹھے اور یہ کہ کوئی خاص ضرورت داعی ہو اور دو آدمیوں کے بیچ میں بھی نہ بیٹھے بغیر ان کی اجازت کے اگر دونوں ساتھی مجلس میں گنجائش بیٹھنے کی پیدا کر دیں تو بیٹھ جائے اور ان سے مل جائے [1]

---

[1] سورہ مجادلہ میں آداب مجلس پر مفصل احکام کی شرح میں مولانا عثمانیؒ رقمطراز ہیں کہ حضور پر نور کی مجلس میں ہر شخص آپ کا قرب چاہتا تھا، جس سے کبھی مجلس میں تنگی پیش آجایا کرتی تھی حتی کہ بعض دفعہ اکابر صحابہ کو حضورؐ کے قریب جگہ نہ ملتی اس لئے یہ احکام دئے گئے تاکہ ہر ایک کو درجہ بدرجہ استفادہ کا موقع ملے اور نظم وضبط قائم رہے، اب بھی اس قسم کی انتظامی چیزوں میں صدرِ مجلس کے احکام کی اطاعت کرنا چاہیئے اسلام ابتری اور بدنظمی نہیں سکھاتا بلکہ انتہائی نظم وشائستگی سکھلاتا ہے۔ (فوائد ترجمہ شیخ الہند)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۸) **فصل نمبر (۱۸)**:۔ شاگرد پر یہ بھی لازم ہے کہ اپنے ساتھیوں اور جو شیخ کی مجلس میں موجود ہیں ان سے مؤدب ہو جائے، یہ بھی شیخ کے ساتھ گویا مؤدب ہونا ہے اور شیخ کی مجلس کی عزت افزائی ہے، شیخ کے سامنے جیسے شاگرد بیٹھا کرتا ہے اس طرح بیٹھے نہ کہ استاد کی طرح، بغیر ضرورت کے آواز بلند نہ کرے اور نہ ہنسے اور فضول اور زائد باتیں نہ کرے اور اپنے ہاتھوں سے بیکار کام نہ کرے اور نہ دائیں بائیں بلا ضرورت کے متوجہ ہو بلکہ ہمہ تن شیخ کی طرف دھیان کر کے کان لگا کر اس کی باتوں کو سنتا رہے۔

(۱۹) **فصل نمبر (۱۹)**:۔ شاگرد کو چاہئے کہ سب سے زیادہ اس بات کا خیال رکھے کہ جب شیخ کا دل ملول ہو اور مشغول ہو یا جماہی لے رہا ہو، کوئی غم یا خوف ہو، یا خوشی ہو یا پیاس ہو یا اونگھ آ رہی ہو یا کوئی اور صدمہ اور قلق کی بات ہو کہ جو شیخ کے حضور قلب پر اثر انداز ہوتی ہو یا بہت خوش ہو کہ جس سے قلب میں طمانیت باقی نہ ہو تو شیخ سے نہ پڑھے بلکہ رک جائے اور استاد کے نشاط کو غنیمت سمجھے اور شاگرد کے فرائض اور آداب میں سے یہ بھی ہے کہ استاد کے ظلم اور سختی کو برداشت کرتا رہے اور اس کی محبت کو ترک نہ کرے اور نہ اس کے بارے میں جو اعتقاد رکھتا ہے فرق آئے۔ شیخ کے ان اعمال اور افعال کی بہترین توجیہ کرے جس سے بظاہر فساد معلوم ہوتا ہو، اس سے وہی شاگرد عاجز رہے گا جس کو کم توفیق ملی ہے، ورنہ بہترین تاویل ہو سکتی ہے، اگر شیخ نے زیادتی کر دی تو پہلے شیخ کو حق بجانب سمجھ کر اپنے کو خطا وار گردانے یہی چیز شاگرد کے لئے دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ نفع بخش ہو گی اور شیخ کے دل میں اس کے لئے جگہ ہو جائے گی، سلف نے خوب بات فرمائی ہے کہ جو شاگرد استاد کی سختی برداشت کرنے کے لئے اپنے کو تیار نہیں کرتا وہ تمام عمر جہالت کی تاریکی میں گرفتار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے گا، اور جس نے برداشت اور صبر سے کام لیا اس کی دنیا و آخرت بہتر ہو جائیگی جیسا کہ مشہور اثر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ہے جس نے طلب علم کی خاطر ذلت برداشت کی وہ طالب علم باعزت مطلوب تک پہنچے گا، کسی نے بہت خوب کہا ہے ؎

من لم یذق لھم المذلۃ ساعۃً ٭ قطع الزمان باسرہ مذلولا

جو شخص پڑھنے میں تھوڑی سی ذلت نہیں برداشت کرسکتا ہے تو ایسا شخص تمام عمر ذلت اٹھاتا رہے گا۔

(۲۰) **فصل نمبر (۲۰)**:۔ شاگرد کے منجملہ آداب میں سے یہ بھی ہے کہ طالبعلم بہت زیادہ پڑھنے میں حریص ہو اور ہر وقت اس کا خیال رکھے اور زیادہ تعلیم حاصل کرنے کے مواقع کو چھوڑ کر تھوڑے پر قناعت نہ کرے، اور جس کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کو اپنی ذات پر نہ ڈالے، یہ چیز لوگوں کے اختلاف اور ان کے حالات کے اختلاف سے ہوگی، اور جب شیخ کی مجلس میں آئے اور شیخ نہ موجود ہوں تو ان کے آنے کا انتظار کرے اور اُن کے دروازہ پر حاضر رہے اور اپنے طریقہ پر قائم رہے، اِلاّ یہ کہ شیخ اس کو پسند نہ کرتے ہوں، اور یہ پڑھنے کے اوقات میں شیخ کے بارے میں اندازہ ہو سکتا ہے، اور اپنے شیخ کے ہوتے ہوئے دوسرے کے سامنے نہ پڑھنے جائے اور اگر شیخ کو سوتا ہوا یا کسی اہم کام میں مشغول پائے تو ان سے تشریف آوری کی درخواست نہ کی جائے بلکہ ان کے بیدار ہونے اور کام سے فارغ ہونے کا انتظار کیا جائے یا پھر خود لوٹ جائے انتظار کرنا زیادہ بہتر ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رض وغیرہم اکابر سلف کا طریقہ رہا ہے اور شاگرد کو سزاوار ہے کہ وہ اپنی ذات کو علم کی تحصیل میں پوری طرح ڈالدے فرصت اور نشاط، بدن کی توانائی، دل کی صفائی اور مشاغل کی کثرت اور بلند مراتب پر پہنچنے سے پہلے حضرت امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ارشاد ہے علم میں سمجھ حاصل کرو سردار بننے سے پہلے یعنی اپنے اندر پوری پوری اہلیت وصلاحیت پیدا کرلو کیونکہ اب تم کو تابع سے متبوع بنناہے، جب بڑے بنگے تو پھر تحصیل علم کثرت مشاغل اور بلند مرتبہ پر پہنچنے کی وجہ سے نہیں ہوسکے گا یہی معنی ہیں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے قول "تفقہ قبل ان تراُس" علم میں سمجھ پیدا کرو سردار بننے سے پہلے۔

(۲۱) **فصل نمبر (۲۱)**:۔ شاگرد شیخ سے دن کے ابتدائی حصہ میں پڑھنے جائے کیونکہ حدیث نبوی میں ہے کہ اے اللہ میری امت میں برکت صبح کے پہر دے۔ اور شاگرد کو چاہیئے کہ قراءت جو محفوظ ہے اس کی زیادہ محافظت کرے اور اپنی بیاری کو دوسرے پر ایثار نہ کرے کیونکہ جس چیز سے قربت ومنزلت حاصل ہوتی ہو اس کا ایثار مکروہ ہے البتہ وہ ایثار پسندیدہ ہے جو نفس کو خوش لگتا ہو۔ ہاں اگر شیخ ایثار کو کسی خاص مصلحت کی بنا پر پسند کر رہا ہے اور اس کا اشارہ بھی ہے تو شیخ کے حکم کی اتباع کرے۔ اور جو چیز شاگرد پر بہت زیادہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اپنے ساتھیوں پر ہرگز حسد نہ کیا جائے اور نہ دوسروں پر کسی خاص فضیلت کی بنا پر جو اللہ نے اس کو عنایت فرمایا ہے فخر کیا جائے، عجب اور تکبر کے دور ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کو اس طرح سمجھے کہ مجھ کو جو کچھ حاصل ہوا ہے اللہ کی بخشش وکرم اور اس کے فضل کی بنا پر ہوا ہے، اور حسد کے دور ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ ہوا کہ وہ فضیلت اس کو دے دیا تو پھر اعتراض کرنا اور اس کی حکمت کو بُرا سمجھنا کہاں کی دانائی ہے بلکہ سخت خراب بات ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب

حاملین قرآن یعنی حفاظ قرآن کے آداب میں ۔۔۔!

حفاظ قرآن کے بارے میں کچھ باتیں پہلے گذر چکی ہیں منجملہ ان کے یہ باتیں بھی استاد کے اندر ہونی چاہئے کہ اس کے حالات اور صفات بہترین ہوں اور اس کی ذات ہر اس چیز سے جو قرآن نے منع کر دی ہیں قرآن کے احترام میں وہ سب سے محفوظ ہو اور دنائت نفس سے پاک ہو، شریف طبیعت ہو، متکبرین اہل دنیا سے اپنے کو اونچا رکھے، صالحین اور اچھے لوگوں کے ساتھ تواضع اور انکساری سے پیش آئے، مساکین واہل خیر کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور سکینت ووقار کے ساتھ متواضع وخاکسار ہو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اے گروہ قراء وحفاظ قرآن تم لوگ اپنے سروں کو اونچا رکھو بیشک تمہارے لئے راستہ واضح ہو گیا ہے، بھلائی کی طرف سبقت کرو اور تم لوگوں پر بوجھ نہ بنو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حفاظ قرآن کو چاہیے کہ جب لوگ سو رہے ہوں تو وہ اپنی رات کی قدر کریں اور دن کو روزہ دار ہوں جب لوگ نہ روزہ رکھتے ہوں اور غمگین رہیں جبکہ لوگ خوش ہوں اور روئیں جبکہ لوگ ہنستے ہوں اور خاموش رہیں جبکہ بیکار باتوں میں پڑے ہوں، اور خاکسار ہوں جبکہ لوگ تکبر کی وجہ سے مغرور ہوں، حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے بیشک تم سے پہلے کے لوگوں نے قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا پیغام اور خط سمجھ کر اس میں غور و فکر اور تدبر راتوں کو کیا کرتے تھے، اور دن کو اس کی تلاش میں سرگرداں رہتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حاملین قرآن کسی ضرورت کی بنا پر بھی خلفاء کے پاس نہ جائیں اور اس پر کم درجہ کے لوگوں کو سمجھ لیا جائے، آپ ہی سے یہ بھی منقول ہے کہ حاملین قرآن اسلامی جھنڈے کے اٹھانے والے ہیں۔ انکو سزاوار نہیں کہ لہو ولعب تک میں شریک ہوں، قرآن مجید کی تعظیم و تکریم اس کی مقتضی ہے۔

(۲۲) **فصل** :- اور سب سے اہم جوبات مامور بہ ہے وہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو قرآن مجید کو ذریعہ گذر اوقات کا نہ بنائے، حضرت عبدالرحمٰن بن شبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھو اور قرآن کو ذریعہ معاش نہ بناؤ اور قرآن کے ساتھ بُرا سلوک نہ کرو اور نہ قرآن میں غلو کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید پڑھو قبل اس کے کہ ایک قوم آئے گی اور قرآن کو سیدھا کرے گی جیسے تیر سیدھا کیا جاتا ہے یعنی جلدی کرے گی دنیا ہی میں قرآن کے بدلا پانے کی اور آخرت پر اٹھا نہ رکھے گی۔ (ابوداؤد)

یعنی وہ لوگ قرآن مجید کے اجر اور ثواب کی جلدی کریں گے، مال، شہرت اور نمائش کے خواستگار رہوں گے،

حضرت فضیل بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے مسجد میں داخل ہوئے، جب امام نے سلام پھیرا تو ایک آدمی نے کھڑے ہو کر قرآن مجید کی آیات پڑھیں اور پھر سوال کیا۔ ان میں سے ایک نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عنقریب ایک قوم آئے گی اور قرآن کو سوال کا ذریعہ بنائے گی پس جو ایسا کرے اس کو کچھ مت دینا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید پڑھا کر تنخواہ لینا کیسا ہے؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابو سلیمان خطابی رحؒ نے علماء کی ایک جماعت جن میں امام زہری اور امام ابو حنیفہؒ بھی ہیں ان سے ممانعت نقل فرمائی ہے اور ایک جماعت علماء کی اس طرف گئی ہے کہ اگر پڑھانے والا شرط کر کے نہیں پڑھاتا تو جو کچھ مل جائے لینا جائز ہے، ان میں حضرت حسن بصری اور امام شعبی اور ابن سیرین ہیں اور اسی طرح عطاء، مالک اور شافعی، اور دوسرے لوگ بھی جواز اجرت کے قائل ہوئے ہیں (اگر اجارہ اور شرائط بطور اجارہ صحیحہ صحیح طور پر طے کر لیے گئے ہیں) جواز اجرت پر احادیث صحیحہ سے بھی روشنی پڑتی ہے، جنہوں نے اجرت لینا منع کیا ہے وہ حضرت عبادہ ابن الصامت رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ اہل صفہ میں سے ایک صاحب نے ایک صاحب کو قرآن مجید کی تعلیم دی اس نے ان کو ایک تیر ہدیہ دیا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ تم کو یہ پسند ہے کہ قیامت کے دن آگ کا طوق پہنایا جائے۔ یہ حدیث بہت مشہور ہے جس کی تخریج ابو داؤد نے کی ہے اور سلف کے بہت سے آثار سے اس کی تائید ہوتی ہے اگرچہ جواب دینے والوں نے حضرت عبادہ ابن صامتؓ کی روایت کے دو جوابات دیئے ہیں، پہلا جواب یہ دیا ہے کہ اس کی اسناد میں گفتگو ہے۔ دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ کار خیر سمجھ کر تعلیم دی جائے اور کسی چیز کا استحقاق نہ سمجھے، اب اگر کسی شخص نے کوئی چیز عوض کے طور پر دیدیا تو اس کا لینا جائز ہے، کسی نے قبل تعلیم دینے کے بطور ٹھیکہ کے کچھ دینے کا معاہدہ کر لیا تو چنداں مضائقہ نہیں۔

(۲۳) **فصل نمبر (۲۳)**:- حافظ قرآن کو چاہیئے کہ قرآن مجید کی تلاوت برابر کرتا رہے اور زیادتی رکھے۔ حضرات سلف کا اس سلسلہ میں مختلف طریقہ رہا ہے ابن ابی داؤد سے مروی ہے کہ بعض سلف رضی اللہ عنہم کا دستور یہ تھا کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر دو مہینے میں ایک ختم کرتے تھے اور بعض ہر مہینہ میں ایک ختم کیا کرتے تھے، اور بعض ہر دس رات میں ایک ختم کرتے اور بعض آٹھ رات میں ایک ختم اور اکثر سلف سات رات میں ایک ختم کرتے تھے اور بعض چھ رات میں اور بعض پانچ رات میں، اور بعض چار رات میں اور بہت سے حضرات تین راتوں میں ختم کرتے اور بعض دو راتوں میں اور بعض ایک رات اور دن میں ایک ختم کرتے تھے، اور بعض تو ایک رات اور دن میں دو ختم کرتے تھے، بعض تین بھی ختم کر دیتے اور بعض آٹھ ختم کرتے، چار رات کو اور چار دن کو، جو لوگ رات اور دن میں ایک ختم کرتے ان میں حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت تمیم داریؓ اور حضرت سعید بن جبیرؓ، حضرت مجاہدؒ اور امام شافعیؒ اور دوسرے لوگ ہیں، اور بعض حضرات تو تین ختم کرتے تھے جن میں سلیم بن عمر رضی اللہ عنہ قاضی مصر جو حضرت امیر معاویہؓ کی حکومت کے زمانے میں تھے اور روایت کی گئی ہے کہ ابن ابو داؤدؒ رات میں چار قرآن ختم کیا کرتے تھے، ابو عمر کندی نے اپنی کتاب قضاۃ مصر میں بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔ ابو عبدالرحمٰن السلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابو عثمان مغربیؒ سے سنا ہے فرماتے کہ ابن الکاتبؒ رات کو چار ختم اور دن کو چار ختم کیا کرتے تھے۔ یہ تعداد ہے ان کی جن کے بارے میں رات اور دن میں تلاوت کرنا ذکر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح شیخ احمد دورقیؒ کے بارے میں باسناد منقول ہے کہ آپ ظہر اور عصر کے درمیان میں ایک ختم کر لیا کرتے تھے اور مغرب اور عشاء کے درمیان میں دو ختم کرنا روایت ہے، اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ عشاء کی نماز کو چوتھائی رات تک رمضان میں مؤخر کرتے تھے۔

ابو داؤد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی ازدی رضی اللہ عنہ رمضان کی ہر رات میں مغرب اور عشاء کے درمیان ختم قرآن کیا کرتے تھے، ابراہیم بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے باپ اکڑوں بیٹھ کر اور ٹانگوں کو باندھ کر ختم قرآن کیا کرتے تھے۔[لہ]

امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ نے بھی اس طرح کے بہت سے واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ البتہ اگر اس طرح کی توجیہ کیجائے کہ یہ تلاوت زبانی نہ تھی بلکہ روحی تھی یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اوقات میں برکت دی تھی اور ایسا ہونا ممکن ہے اور انکار نہ کرنا چاہیئے۔ امام غزالیؒ وغیرہم کی کثرت تصنیفات کی معقول توجیہ یہی ہو سکتی ہے کہ اللہ نے ان کے اوقات میں برکت عطا فرمائی تھی۔ واللہ اعلم۔

یہ ایک صحیح علمی و تاریخی تحقیق ہے کہ قرآن مجید عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مدون و مرتب ہو چکا تھا اور صحابہ کرام نے اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر متعدد بار پڑھا اور سنایا تھا، وہی قرآن ہے جو بجنسہ آج ہمارے پاس محفوظ و موجود ہے، علامہ طبری شیعی بھی مجمع البیان جلد اول میں رقمطراز ہے۔ "ان القرآن کان علیٰ عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مجموعاً مؤلفاً علیٰ ما ھو علیہ الاٰن۔ وان جماعۃ من الصحابۃ ختموا القراٰن علیہ عدۃ ختمات"۔ اس فیصلہ نے شیعہ سنی کے مناقشے کو ختم کر دیا ہے باقی شرارت ہے۔ چنانچہ ملل ونحل ابن حزم جلد دوم میں یہاں تک موجود ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم کی وفات پا جانے پر ایک لاکھ قرآن کریم مصر عراق، شام، یمن وغیرہ میں پھیلے ہوئے تھے، دور خیر القرون کے برکات ہی کا یہ اثر تھا کہ کم سے کم مدت میں حفظ قرآن کے حیرت انگیز واقعات کو اسماء الرجال کے مطالعہ اور تاریخ میں محفوظ کر دیا گیا ہے، تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ ہشام ابن کلبی نے تین دن میں حفظ قرآن کیا، قسطلانی میں ہے کہ سفیان ابن عیینہ نے چار سال کی عمر میں حفظ کیا۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ قاضی ابو محمد اصفہانی نے پانچ سال کی عمر میں حفظ قرآن کیا، تاریخ الخمیس میں ہے کہ امام شافعیؒ نے سات سال کی عمر میں حفظ قرآن کیا۔ خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ سہل ابن عبداللہ تستری نے چھ سال کی عمر میں حفظ قرآن کیا، حسن المحاضرہ میں ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے آٹھ سال کی عمر میں حفظ قرآن کیا۔ ع قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جن حضرات نے ایک رکعت میں قرآن مجید کو ختم کیا ہے ان کی تعداد شمار سے زیادہ ہے۔ متقدمین میں حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت تمیم دارمی اور سعید بن جبیر کا کعبہ کے اندر ایک رکعت میں قرآن پڑھنا ثابت ہے۔

جن بزرگوں نے سات دنوں میں ختم کیا ہے ان کی تعداد تو بہت ہے مثلاً حضرت عثمان بن عفان و حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت زید بن ثابت و حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہم اور تابعین میں عبدالرحمٰن بن یزید و علقمہ و ابراہیم رحمہم اللہ ہیں۔

پسندیدہ بات یہ ہے کہ اشخاص درجال کے حالات کی بنا پر ایسا ہوا ہے یعنی جن حضرات کو دقت نظر اور باریک بینی کی وجہ سے لطائف اور معارف قرآن سے لگاؤ ہو ان کو چاہیئے کہ وہ اسی قدر تلاوت کریں جس میں کمال فہم حاصل ہو اور اسی طرح وہ لوگ جو علم کی نشر و اشاعت میں مصروف ہوں اور دین کی مہمات اور عام مسلمانوں کے مصالح پیش نظر ہوں تو وہ اسی قدر تلاوت کریں جس میں مقاصد کو نقصان نہ پہنچے اور جو لوگ ایسے نہ ہوں ان کو چاہیئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تلاوت کریں بشرطیکہ وہ تنگی کی حد اور جلد بازی تک نہ پہنچتا ہو، متقدمین کی ایک جماعت نے تو ایک رات اور دن میں ختم قرآن مکروہ سمجھا ہے جس کے ثبوت میں یہ جماعت حدیث صحیح جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے تین دن سے کم میں قرآن مجید ختم کیا وہ قرآن کو سمجھے گا نہیں، ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہم نے اس روایت کی تخریج کی ہے، رہ گئی یہ بات کہ جو سات دن میں ختم کرے وہ کب شروع کرے اور کب ختم کرے، ابوداؤد میں روایت ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن مجید جمعرات کو شروع کرتے تھے اور بدھ کی رات کو ختم کیا کرتے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابو حامد غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ رات میں ایک ختم کرے اور دن میں ایک ختم کیا جائے، اور ختم کرے دن والے قرآن کو دوشنبہ کو فجر کی دو رکعت سنتوں میں اور رات والے کو جمعرات مغرب کی دو رکعتوں میں ختم کرے یا ان کے بعد تاکہ اول و آخر دن کا استقبال ہو جائے، اور ابن ابی داؤد سے مروی ہے کہ عمر بن مرہ تابعیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ ختم قرآن کو اول دن اور اول رات میں پسند کرتے تھے، اور طلحہ بن معرف تابعیؒ فرماتے ہیں کہ جو ختم قرآن دن کے کسی حصہ میں کرتا ہے تو شام تک فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور اسی طرح رات کے کسی وقت میں قرآن پڑھنا ملائکہ کے استغفار کا باعث ہے اور مجاہد تابعیؒ سے بھی ایسا ہی منقول ہے اور دارمی میں باسناد صحیح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر قرآن مجید دن میں ختم ہوا تو شام تک فرشتے استغفار کرتے ہیں، دارمی فرماتے ہیں کہ حضرت سعد کی روایت حسن ہے اور حبیب بن ابی ثابت تابعیؒ سے منقول ہے کہ وہ قرآن کو رکوع کرنے سے پہلے ختم کرتے تھے ابن ابی داؤد نے فرمایا کہ ایسا ہی امام احمد بن حنبلؒ نے بھی فرمایا ہے۔

(۲۴) فصل نمبر (۲۴):۔ راتوں کو قرآن پڑھنے کی محافظت کے بیان میں

لوگوں کو چاہیئے کہ راتوں کو قرآن مجید کی تلاوت زیادہ کیا کریں خصوصاً تہجد کی نماز میں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُوْنَ اٰيَاتِ اللّٰهِ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَ هُمْ يَسْجُدُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	اہل کتاب میں سے ایک فرقہ ہے سیدھی راہ پر پڑھتے ہیں آیتیں اللہ کی راتوں کے وقت اور وہ سجدے کرتے ہیں ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور حکم کرتے ہیں اچھی بات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَاُولٰئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۞	کا اور منع کرتے ہیں بُرے کاموں سے اور دوڑتے ہیں نیک کاموں پر اور وہی لوگ نیک بخت ہیں

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بخاری میں مروی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ بہترین اللہ کا بندہ وہ ہے جو راتوں کی نماز پڑھتا ہے، اور دوسری روایت میں آیا ہے کہ اے عبداللہ فلاں کے مثل نہ ہو جانا کہ رات کی نماز پڑھتا تھا پھر ترک کر دیا اور طبرانیؒ وغیرہم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا شرف رات کی نماز میں ہے، اس بارے میں احادیث اور صحابہ کے آثار بہت ہیں۔

ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قرآن راتوں کو پڑھو اگرچہ بکری کے دوہنے کی کم مدت میں ہو اور یزید رقاشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں سوتا ہوں اور پھر جگتا ہوں اور پھر سوتا ہوں تو اس کے بعد میری آنکھیں نہیں سوتیں۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ رقاشیؒ راتوں کی نماز کو اور اس میں قرآن پڑھنے کو اس وجہ سے ترجیح دیتے تھے کہ اس سے قلب کو سکون ہوتا ہے اور دنیاوی مصروفیتوں سے دوری اور ضروریات کا انتظام خدا کی جانب سے ہوتا ہے اور ریاکاری وغیرہ سے محافظت ہوتی ہے اور شرعی نقطۂ نظر سے راتوں کو بھلائی کی پیداوار ہوتی ہے، کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج راتوں ہی کو ہوئی تھی اور راتوں ہی کو جناب باری تعالیٰ عز اسمہٗ کا نزول آسمانِ دنیا پر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہے کوئی پکارنے اور مانگنے والا کہ میں اسکی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانگ کو پوری اور قبول کروں[1]، معلوم ہوا کہ راتوں کی نماز اور اس میں قرآن مجید کے پڑھنے سے چاہے کم چاہے زیادہ بڑی فضیلت ہے، تہجد میں جتنا ہی قرآن زیادہ ہوگا فضیلت زیادہ ہوگی ہاں تمام رات ہمیشہ ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے اپنی ذات کو نقصان پہنچے گا، راتوں کو تھوڑے پڑھنے کی وجہ سے بھی فضیلت حاصل ہو جاتی ہے جیسا کہ حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے دس آیات بھی نماز میں پڑھ لی وہ غافل لوگوں کی فہرست میں نہ لکھا جائے گا اور جس نے سو آیات نماز میں پڑھ لی وہ قانتین میں لکھا جائے گا اور جس نے ہزار آیات کو پڑھی اس کا شمار مقنطین میں ہوگا۔ ابوداؤد۔

ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عباس رضی کے بارے میں حکایت کی ہے کہ جس شخص نے رات کو دو رکعت پڑھی اس نے گویا رات گذاری خدا کو رکوع اور سجدہ کرنے میں، سبحان اللہ

---

[1] صحیح بخاری میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رات میں ایک ساعت ایسی آتی ہے کہ تمام رات کی ہر دعا ضرور مقبول ہوتی ہے، چنانچہ صاحب بہجۃ الاسرار سلیمان انماطی باسناد روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں ؎

لولا الذین لهم ورد یقومونا ٭ وآخرون لهم سرد یصومونا

اگر ایسے لوگ موجود نہ ہوتے جو راتوں کو یاد الہٰی میں مشغول رہتے ہیں اور ایسے ہی دوسرے لوگ جو برابر روزے رکھتے ہیں۔

لدکدکت ارضکم من تحتکم سحرا ٭ لانکم قوم سوء لا تطیعونا

تو تمہارے پاؤں تلے کی زمین بوقت سحر متزلزل ہو جاتی کیونکہ تم لوگ نافرمان ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۵) فصل نمبر ۲۵ :۔ قرآن مجید کی برابر تلاوت کرنے کے حکم اور بھول جانے کی خرابی کے بیان میں

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس قرآن کی تلاوت کے ذریعہ محافظت کرتے رہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ قرآن اتنی جلد نکل جاتا ہے جس طرح اونٹ مہار کے نہ رہنے پر اپنی قیام گاہ سے بھاگ جاتا ہے، دوسری روایت میں صحیح کے اندر آیا ہے کہ حافظ قرآن کی مثال اس اونٹ کی مثال ہے کہ اگر اس کو باندھ کر رکھا جائے ٹھہرا رہے گا اور چھوڑ دیا گیا تو بھاگ کھڑا ہوگا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے اچھے کاموں کو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ مسجد میں جھاڑو وغیرہ دے کر جو گرد وغبار پاک کیا جاتا ہے وہ بھی، اسی طرح امت کے بُرے کاموں کو بھی پیش کیا جاتا ہے، مجھ کو امت کا کوئی کام اتنا برا نہیں معلوم ہوتا جتنا کہ قرآن کی ایک سورۃ یا آیت کو یاد کر کے اس کو بھلا دینا ، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور پھر بھلا دیا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے جذامی کی صورت میں ملے گا[1]

---

[1] سورۂ طٰہٰ کی آیات ومن اعرض عن ذکری الخ وکذلک الیوم تنسیٰ تک پڑھ جائیے صاف اشارہ ہو رہا ہے کہ جو شخص قرآن کو پاکر بھولا رہا نہ اس پر عمل کیا اور نہ تلاوت کی یعنی سب سنی ان سنی کر دی اس کے مناسب سزا ملنے اور اندھا اور کوڑھی اٹھائے جانے پر تعجب کیوں؟ قرآن حفظ کر کے بھلا دینے والوں کو عبرت حاصل کرنی چاہیے ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۶) فصل نمبر ۲۶ :- جس شخص نے اپنے رات کے وظیفہ کو نہیں پڑھا اور سو گیا اس کے بیان میں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے وظیفہ کے پڑھنے سے پہلے سو گیا تو اس کو چاہیے کہ نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان ادا کرے، اللہ کے یہاں یہ بھی رات کے پڑھنے والوں میں لکھ لیا جائے گا۔ (مسلم)

حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے ورد اور وظیفہ کے پڑھنے سے پہلے رات کو سو گیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی تو میں نے انا للہ پڑھا وہ وظیفہ سورۂ بقرہ کا تھا، رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ سورۂ بقرہ مجھ کو کھونچا لگا رہی ہے، بعض حفاظ قرآن کے بارے میں ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے معمول و وظائف کے ادا کرنے سے پہلے سو گئے تو کیا دیکھتے کہ کہنے والا خواب میں یہ دو شعر پڑھ رہا ہے ؎

عجبت من جسم ومن صحتہ ؛ ومن فتیً نام الی الفجر
والموت لا یؤمن خطفاتہ ؛ فی ظلم اللیل اذا یسری

ترجمہ :- ایسا شخص جسے خدا نے صحت جسمانی عطا کی ہے وہ فجر تک سوتا رہے حد درجہ تعجب خیز ہے، حالانکہ وہ موت کی اچک سے گھٹا ٹوپ تاریکی میں بھی محفوظ نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب ۶

قرآن کے آداب میں

یہ باب گویا کتاب کا مقصود ہے اور دور تک پھیلا ہوا ہے جس کے اطراف و جوانب پر ہم مختصراً اشارہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ قاری کو طول بیان سے پریشانی نہ ہو قرآن مجید کے پڑھنے والے پر واجب ہے کہ اس کے اندر اخلاص ہو جیسا کہ اوپر ہم نے ذکر کیا ہے، قرآن مجید کے آداب کی رعایت ضروری ہے اور یہ چیز سب سے زیادہ ضروری ہے کہ تلاوت کرنے والا اپنے جی میں یہ خیال کرے کہ اللہ رب العزت سے ہم کلام ہو رہا ہے اور پڑھنے میں یہ خیال بھی رکھے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں اگرچہ ہم خدا کو اس دنیا میں نہیں دیکھ رہے ہیں۔

(۲۷) فصل نمبر ۲۷ :- قرآن مجید پڑھنے سے پہلے اپنے منہ کو مسواک وغیرہ سے صاف کر لینا چاہیئے اور پسندیدہ مسواک اراک کی لکڑی کی ہے، یوں تو تمام لکڑیوں سے مسواک کرنا جائز ہے حتی کہ موٹے کپڑے سے بھی منہ کو صاف کیا جا سکتا ہے اور موٹی اور سخت انگلی سے بھی۔ مسواک کے بارے میں شوافع رحمہم اللہ نے تفصیل کی ہے، مشہور یہ ہے کہ اس سے مسواک کا ثواب حاصل نہ ہوگا، دوسرا قول یہ ہے کہ ہوگا اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ اگر کوئی دوسری چیز مسواک کے لئے نہ ہو تو انگلی سے بھی ثواب ہوگا اور پہلے داہنے منہ کی طرف سے مسواک شروع کیجائے اور نیت سنت کی بھی ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مسواک کرتے وقت اللّٰھم بارک لی فیہ یا ارحم الراحمین پڑھ لے، اصحاب شافعی میں سے امام وردی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ مستحب ہے کہ مسواک ان دانتوں میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جو ظاہر اور باطن میں ہوں البتہ مسواک کو اور دانتوں کے اطراف میں گھوما دیا جائے اور ڈاڑھ اور دانتوں کے تمام اردگرد نرم طریقہ سے اور مسواک کی لکڑی نہ زیادہ تر ہو اور نہ زیادہ خشک ہو، اگر زیادہ سخت ہو تو پانی سے بھگو لیا جائے اور کسی دوسرے کی مسواک اس کی اجازت کے بغیر استعمال نہ کی جائے اگر منہ خون وغیرہ سے نجس ہو تو بغیر دھوئے ہوئے ہرگز قرآن نہ پڑھا جائے کیا ایسا کرنا حرام ہے ؟ امام رویانیؒ جو اصحابِ شافعی سے ہیں وہ اپنے والد سے اس مسئلہ کے بارے میں دو رائیں بیان کرتے ہیں، صحیح یہ ہے کہ حرام نہیں ہے [۱]

(۲۸) **فصل نمبر ۲۸**: مستحب ہے کہ قرآن مجید طہارت کے ساتھ تلاوت کیا جائے، اگر بلا وضو بھی پڑھا جائے تو جائز ہے، اور اس مسئلہ میں اجماع ہے جن کی تائید میں بکثرت روایات ہیں، امام الحرمینؒ نے فرمایا ہے کہ بلا وضو قراءت قرآن کو مکروہ نہ کہا جائے بلکہ ایسا شخص افضلیت کا مالک ہے، اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر لیا جائے، مستحاضہ عورت کا حکم محدث کا حکم ہے، البتہ جنبی اور حائضہ کے لئے قرآن مجید کی تلاوت حرام ہے چاہے ایک آیت یا اس سے زیادہ ہو۔ ہاں قرآن مجید کے الفاظ کو زبان سے ادا کئے بغیر دل پر جاری کرنا جائز ہے اور اسی طرح قرآن مجید کے دیکھنے اور دل پر گذارنے کا بھی جواز ہے، اور تمام مسلمانوں کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ تسبیح یعنی سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر اور الحمد للہ اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف وغیرہ اذکار کا جنبی اور حائضہ کے لئے زبان سے کہنا بھی جائز ہے، شوافع تو یہاں تک

---

[۱] اگر منہ خون سے نجس ہو تو ہرگز قرآن نہ پڑھا جائے، یہی صحیح رائے ہے، نجاست کے ساتھ قرآن پڑھنا حرام ہے ۱۲ (اصلاحی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے کسی سے کہا خذ الکتاب بقوۃ اور اس سے قرارت غیر قرآن مراد ہو تو ایسا کہنا جائز ہوگا اور اس کے مشابہ جو ہو، اور جنبی اور حائضہ کو جائز ہے مصیبت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون، بغیر ارادۂ تلاوت قرآن زبان سے کہدینا۔ خراسانی شوافع نے کہا ہے کہ سواری پر سوار ہوتے ہوئے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ہ یا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کا بغیر قصدِ تلاوت قرآن مجید پڑھنا مذکورہ بالا اشخاص کو جائز ہوگا، امام الحرمین نے فرمایا ہے کہ اگر جنبی بسم اللہ یا الحمد للہ کہے اور قصد قرآن کا کرے تو گنہگار ہوگا اگر صرف ذکر کا ارادہ کرے اور دوسرا ارادہ نہ ہو تو گنہگار نہ ہوگا، ہاں وہ آیات جو منسوخ التلاوت ہو چکی ہیں ان کا پڑھنا جائز ہوگا۔ جیسے کالشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھا البتتہ۔

(۲۹) فصل نمبر ۲۹ :۔ جنبی اور حائضہ جب پانی نہ پائے تو تیمم کرے اس کو نماز پڑھنا اور قرأت وغیرہ کرنا مباح ہے پس اگر حدث ہو گیا نماز پڑھنا حرام ہو گیا اور قرأت حرام نہیں ہوئی اور نہ مسجد وغیرہ میں بیٹھنا محدث کو حرام ہوگا جیسے کسی نے غسل کیا اور پھر حدث ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ جنابت میں نماز تو پڑھنا منع ہے اور قرآن کا پڑھنا منع نہیں ہے تو اس کی صورت کیا ہے؟ اس کی صورت وہی ہے جو ذکر ہوئی کہ کوئی فرق نہیں ہے حضر اور سفر میں جنبی کے تیمم کر لینے میں اور بعض اصحاب شافعیؒ نے فرمایا ہے کہ اس نے جب حضر میں تیمم کیا تو اس کو نماز پڑھنا مباح ہوگا اور وہ نماز کے بعد کچھ بھی نہیں پڑھ سکتا اور نہ مسجد میں بیٹھ سکتا ہے، صحیح یہ ہے کہ جائز ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے ہاں اگر تیمم کیا اور نماز پڑھا اور قرآن بھی پڑھا پھر پانی نظر آیا تو اس کا استعمال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضروری ہو جائے گا اور اس کو قرات کرنا حرام ہوگا اسی طرح جس طرح تمام چیزیں جنبی کو حرام ہوا کرتی ہے اور اگر تیمم کیا اور نماز پڑھی اور قرات کی اور پھر ارادہ کیا تیمم کا حدث کی وجہ سے یا کسی دوسرے فریضہ کے لئے تو ایسی صورت میں اس پر قرات کرنا صحیح اور مختار مذہب کی بنا پر حرام نہ ہوگا اور اس مسئلہ میں بعض اصحاب شافعی عدم جواز کے قائل ہیں، پہلا مذہب مشہور ہے لیکن جب جنبی پانی نہ پائے اور مٹی پلائے تو اس کو چاہیئے کہ نماز کی عظمت کو مدنظر رکھتا ہوا نماز اسی طرح پڑھ لے البتہ نماز کے علاوہ اس کو قرأت کرنا حرام ہوگا اور سورۂ فاتحہ سے زائد کا پڑھنا بھی حرام ہوگا، کیا سورۂ فاتحہ کا پڑھنا جنبی کے لئے مذکورہ اسباب کی بنا پر جائز ہوگا ؟ اس میں دو صورتیں ہیں، صحیح اور مختار یہ ہے کہ حرام نہیں ہے بلکہ واجب ہے اس لئے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی ہے اور جب کسی ضرورتِ خاص کی بنا پر نماز جائز ہوگی باوجود جنابت کے تو قرأت قرآن بھی جائز ہوگی دوسرا مذہب یہ ہے کہ ناجائز ہوگا بلکہ ذکر اذکار کر سکتا ہے جس طرح قرآن مجید نہ یاد رکھنے کی بنا پر اس کے پڑھنے سے عاجز ہوتا ہے پس ایسا شخص شرعی عاجز ہے، صحیح اور ٹھیک مذہب پہلا ہے۔ ان مسائل فرعی کو ہم نے اس لئے ذکر کیا کہ اس کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے مختصر عبارت میں اس کو ذکر کر دیا ہے ورنہ تفصیلی دلائل امہات کتب فقہ میں موجود ہیں۔

(۳۰) **فصل نمبر ۳۰**:۔ قرآن مجید کی تلاوت نہایت پاک اور بہتر جگہ میں ہونی چاہیئے، اس لئے علماء کی جماعت نے مسجد میں قرآن پڑھنے کو مستحب فرمایا ہے کیونکہ پاکی اور جگہ کی عظمت وغیرہ فضائل بھی اس کے اندر ہیں، اور دوسری فضیلت اعتکاف وغیرہ کی بھی وہاں پائی جاتی ہے، ہر وہ شخص جو مسجد میں بیٹھے اس کو اتنی دیر کے لئے اعتکاف کا ارادہ کر لینا مستحب ہے، چاہیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کم بیٹھے یا زیادہ، بہتر تو یہ ہے کہ جب مسجد کے اندر داخل ہو اعتکاف کی نیت کرلے، یہ ادب ایسا ہے کہ اس کو ہر چھوٹے بڑے کو اختیار کرلینا چاہیے جس سے لوگ حد درجہ غافل ہیں۔ حمام کے اندر قرأت قرآن کے بارے میں علماء سلف کے اندر کراہت میں اختلاف ہے، ہمارے اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے اور اس کو امام ابوبکر بن المنذر جن کی جلالت شان متفق علیہ ہے، اشراف میں ابراہیم نخعیؒ اور مالکؒ وغیرہ سے نقل فرمایا ہے اور یہی عطاء کا بھی مذہب ہے اور ایک جماعت اس کی کراہت کی قائل ہے جن میں حضرت علیؓ سے ابن ابی داؤد نے روایت کیا ہے اور ابن المنذر نے تابعین کی ایک جماعت جن میں ابو وائل شقیق ابن سلمہ اور شعبی اور حسن بصری، ومکحول وقبیصہ بن ذویب سے حکایت کی ہے اور ہم نے ابراہیم نخعیؒ سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے اور اس کو ہمارے اصحاب نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم سے بھی حکایت کیا ہے۔

امام شعبیؒ فرماتے ہیں کہ قرارت قرآن تین جگہوں میں مکروہ ہے، حمامات میں اور گندگی کی جگہوں جیسے پیشاب و پاخانہ کے مقامات پر اور جہاں چکی چل رہی ہو، ابومیسرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ کا ذکر صرف پاک جگہ پر ہو۔

البتہ راستہ میں قرآن مجید کا پڑھنا سو یہ پسندیدہ مذہب کی بنا پر غیر مکروہ ہے جبکہ پڑھنے والا بھولے نہیں کیونکہ اس کی ممانعت آئی ہے، اسی طرح جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونگھنے والے کو خلط ملط ہو جانے کے خوف سے روک دیا ہے، ابوداؤد نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ راستہ میں قرآن پڑھتے تھے۔ فرمایا ابن ابی داؤد نے کہ مجھ سے حدیث بیان کی ابوالربیع نے کہا ہم سے جرذی ابن وہب نے کہ میں نے امام مالکؒ سے پوچھا ایسے شخص کے بارے میں جو تہجد کے وقت میں قرآن پڑھتا تھا اور پھر وہ مسجد کی طرف چلا جو قرأت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی رہ گئی تھی کیا وہ پڑھ سکتا ہے؟ امام مالکؒ نے فرمایا کہ راستہ میں قرارت کرنے کو میں نہیں جانتا اس کو مکروہ سمجھا۔ یہ اسناد بہت صحیح طور پر امام مالکؒ سے منقول ہے۔

(۳۱) **فصل نمبر ۳۱:** قرآن مجید پڑھتے وقت مستحب یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر تلاوت کرے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ بہترین مجلس وہ ہے جو قبلہ رُو ہو، قاری خضوع اور خشوع کے ساتھ سکینت اور وقار کے ساتھ سر نیچا کئے ہوئے ہو، اور اس کی نشست ویسی ہی ہو جس طرح وہ اکیلا معلم کے سامنے ادب سے بیٹھا کرتا تھا یہ کامل طریقہ تلاوت کا ہے، اگر کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا بچھونے وغیرہ پر تلاوت کی جائے تو بھی جائز ہے اور اس میں بھی ثواب ہے لیکن پہلے سے کم اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔	بیشک زمین اور آسمان کی بناوٹ اور رات اور دن کی ادلی بدلی میں بہترین نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں۔

اور حدیث صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرہ میں تکیہ لگائے ہوئے قرآن پڑھتے تھے اور میں حیض سے ہوتی تھی، ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ قرآن مجید پڑھتے تھے اور آپ کا سر میرے حجرہ میں ہوتا تھا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا میں قرآن کو نماز اور اپنے بستر پر پڑھتا ہوں اور حضرت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عائشہ کی روایت میں ہے کہ میں اپنے وظائف کو پڑھتی تھی اور تخت پر لیٹی ہوئی رہتی تھی۔

(۳۲) **فصل نمبر ۳۲**:- جب قرآن مجید کی تلاوت شروع کرے تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم سے شروع کیا جائے جیسا کہ جمہور علماء کا طریقہ چلا آرہا ہے۔ بعض علماء کا مسلک یہ ہے کہ تلاوت کے بعد اعوذ باللہ الخ پڑھا جائے، ان کا استدلال یہ ہے:

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔	پس جب قرآن پڑھا جائے تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیا جائے۔

جمہور علماء اس آیت کی اس طرح توجیہ کرتے ہیں کہ معنیٰ یہ ہیں کہ جب تو تلاوت کا ارادہ کرے تو اعوذ باللہ سے شروع کر، سلف میں ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم، اس میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے مگر بہتر اور پسندیدہ طریقہ اعوذ باللہ الخ پڑھنا ہے واجب نہیں ہے، چاہے قاری نماز میں پڑھے یا نماز سے علاحدہ۔ اور نماز میں ہر رکعت کے ساتھ اعوذ باللہ پڑھنا صحیح طور پر حسب تصریح نوویؒ اس میں دو رائے ہیں، ان کے اصحاب کی۔ دوسری رائے یہ ہے کہ پہلی رکعت میں پڑھنا مستحب ہے، اگر پہلی میں چھوڑ دیا تو دوسری میں پڑھے، اور نماز جنازہ میں صرف پہلی تکبیر میں اعوذ باللہ شوافع کے یہاں مستحب ہے صحیح قول کی بنا پر۔

اور قاری کو سزاوار ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سوائے سورۂ براۃ کے سب میں بسم اللہ سے شروع کرے، اکثر علماء بسم اللہ کو بھی ایک آیت مانتے ہیں اور قرآن میں اس کا ہر سورۃ پر لکھا ہونا ثابت ہے سوائے سورۂ براٗت کے پس جب بسم اللہ پڑھا تو متعین طور پر بسم اللہ سے ختم قراءت اور سورہ سمجھی جائے گی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جب بسم اللہ نہ پڑھا تو بعض قرآن کا تارک اکثر کے نزدیک ہو جائے گا، پس جب قرات قرآن وظیفہ کے طور پر سات دن میں ختم یا اور دوسری صورتوں کی شکل میں ہو جیسے وقف[1] وغیرہ تو بسم اللہ پر خیال رکھنا اکثر کے نزدیک ضروری ہے تاکہ ختم قرآن کا صحیح طور پر اندازہ ہوتا رہے اس لئے کہ جب بسم اللہ کو چھوڑ رکھے گا تو پھر وہ کسی چیز پر وقف کرنے کا مستحق نہ ہو گا یہ اس کے نزدیک ہے جو بسم اللہ کو ہر سورہ کے شروع کی آیت مانتا ہے یہ نکتہ عمدہ ہے چاہیئے کہ اس کی اشاعت کا خیال رکھے۔

(۳۳) **فصل نمبر ۳۳**:۔ جب بھی قرآن مجید کی تلاوت شروع کی جائے تو خشوع اور خدا کا خوف ہو اور قرآن پر غور اور تدبر قرأت کے وقت ہوتا رہے جس کے دلائل بہت زیادہ اور مشہور ہیں اتنے زیادہ کہ اب اس کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس سے قلب میں اطمینان پیدا ہو کر روشنی آجائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ	انھوں نے قرآن پر کیوں نہیں تدبر کیا۔
كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَیْكَ مُبَارَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْا اٰیَاتِهٖ۔	یہ قرآن ایک بابرکت کتاب ہے ہم نے اس کو تیری طرف اتارا تاکہ لوگ غور کریں اس کی آیتوں میں۔

احادیث بھی تدبر قرآن پر بہت آئی ہیں اور سلف کے اقوال بھی اس سلسلہ میں مشہور ہیں بلکہ یہاں تک آیا ہے کہ سلف کی ایک جماعت نے تلاوت اور اس پر تدبر کرنے میں پوری رات گذار دی، اور سلف کی ایک جماعت بیہوش ہو جاتی تھی

---

[1] وقف کی تشریح یہ ہے کہ مثلاً سورہ بقرہ شروع کیا اور صرف ایک پارہ پڑھ کر تلاوت ختم کر دی اب پھر جب اسی دن یا دوسرے دن تلاوت شروع کرے تو بسم اللہ ضرور کرے۔ واللہ اعلم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کتنے حضرات کو اس حالت میں موت آگئی۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہم کو بہز ابن حکیم سے روایت پہنچی کہ زرارہ ابن اوفی جو جلیل القدر تابعی تھے نماز فجر میں آیت فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ[1] پر پہنچے تو زرارہ زمین پر مردہ ہو کر گرے اور ان کے اٹھانے والوں میں بہز رضی اللہ عنہ تھے۔ اس طرح احمد ابن ابی الحواری رضی اللہ عنہ جو ریحانۃ الشام کے نام سے یاد کئے جاتے تھے ابو القاسم جنید رحمہ اللہ کے بیان کے مطابق جب قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا تو چیخ مارتے اور بیہوش ہو جاتے۔

ابن ابی داؤد نے کہا ہے کہ قاسم بن عثمان الجونی رضی اللہ عنہ ابن ابی الحواریؒ کے منکر تھے حالانکہ جونی بڑے فاضل اور محدثین اہل دمشق میں ممتاز تھے جن کو ابن ابی الحواری پر فضیلت تھی، اسی طرح ابو الجوزاء اور قیس ابن جبیر وغیرہم نے ان کا انکار کیا ہے، امام نوادیؒ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ ان پر انکار نہ کیا جائے۔ اگر مکاری سے ایسا ہوا ہے تو ضرور ان کا انکار ہوگا۔ حضرت ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ نے خوب بات فرمائی ہے کہ دل کی دوا پانچ چیزیں ہیں (۱) غور اور پورے تدبر کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرنا (۲) خالی پیٹ ہونا یعنی کم کھانا (۳) رات میں پچھلے پہر کی نماز پڑھنا (۴) صبح کو تضرع اور زاری کرنا (۵) نیکوکار اور صالح لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

(۳۴) **فصل نمبر ۳۴:-** ایک ہی آیت پر بار بار تدبر کرتے رہنا مستحب ہے گذشتہ فصل میں تدبر کرنے کے بارے میں مفصل ذکر ہو چکا ہے، نیز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہی آیت کو بار بار دہراتے رہنا یہاں تک کہ

---

[1] پھر جب صور پھونکا جانے لگے پھر وہ دن مشکل دن ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح ہو جاتی نسائی اور ابن ماجہ نے ذکر کیا ہے وہ آیت یہ ہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ الخ[1] اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ آیت اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ[2] کو رات بھر پڑھتے ہی رہے اور صبح ہو گئی۔

(۳۵) فصل نمبر ۳۵ :- قرآن مجید کی تلاوت میں رو دینے کا ذکر۔

اس سے پہلے کی دو فصلوں میں لوگوں کے رو دینے کا ذکر اور بار بار ایک ہی آیت کو دہرانا گزر چکا ہے جو عارفین اور اللہ والوں کی صفات پر دلالت کرتا ہے اور وہی طریقہ صلحاء امت کا رہا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَیَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَیَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا۔ ترجمہ:- اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور زیادہ ہوتی ہے عاجزی ان کی۔

اور اس سلسلہ میں کثرت سے احادیث اور سلف صالحین کے آثار منقول ہیں

---

[1] ترجمہ آیت سورۂ مائدہ یہ ہے اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو ان کو معاف کرے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا، یعنی آپ اپنے بندوں پر ظلم اور بے جا سختی نہیں کر سکتے، اس لئے اگر ان کو سزا دیں گے تو عین عدل و حکمت پر مبنی ہوگا اور فرض کیجئے معاف کر دیں تو یہ معافی بھی از راہِ عجز و سفہ نہ ہوگی، چونکہ آپ عزیز یعنی زبردست اور غالب ہیں اس لئے کوئی مجرم آپ کے قبضۂ قدرت سے نکل کر بھاگ نہیں سکتا کہ آپ اس پر قابو نہ پا سکیں۔

اور چونکہ حکیم یعنی حکمت والے ہیں اس لئے یہ بھی ممکن نہیں کہ کسی مجرم کو یوں ہی بے موقع چھوڑ دیں۔ بہرحال جو فیصلہ آپ ان مجرموں کے حق میں کریں گے وہ بالکل حکیمانہ ہوگا حضرت مسیحؑ کا یہ کلام محشر میں ہوگا، عزیز و حکیم کی بلاغت قرآن اہلِ علم کے لئے لائق غور ہے۔

[2] کیا خیال رکھتے ہیں جنھوں نے کمائی ہے برائیاں کہ ہم کر دیں گے برابر ان لوگوں کے جو یقین لائے اور کئے بھلے کام۔ سورہ جاثیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے قرآن مجید پڑھو اور روؤ پس اگر رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بناؤ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آیا ہے کہ آپ نے فجر کی نماز جماعت سے پڑھائی اور سورۂ یوسف پڑھی اور رو پڑے یہاں تک کہ آنسو آپ کے گلے تک بہہ پڑا۔ اور ایک روایت میں آپ ہی کے بارے میں یہ بھی آیا ہے کہ عشار کی نماز میں آپ نے ایک ہی آیت کو بار بار دہرایا اور ایک دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ لوگوں نے رونے کی آواز کو صف کے پیچھے سے سنا اور حضرت ابو رجاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ کی آنکھوں کے نیچے آنسوؤں کی لڑی بندھ گئی تھی، اور ابو صالح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل یمن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور قرآن پڑھنے لگے اور رونے لگے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں، اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے بعض وقت حضرت سیرین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز رات کو سنی جو نماز میں تھے۔

بہت زیادہ واقعات سلف صالحین کے اس بارے میں ہیں ہم اتنے ہی پر بس کرتے ہیں، حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قرآن پڑھنے کے وقت رونا مستحب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو غم اور خوف سے پوری طرح بھرے اور وعید اور جو دھمکیاں وارد ہیں ان کو خیال کرے اور اس پر پورا پورا یقین رکھے کہ یہ سب ہونے والا ہے اس کے بعد اپنے گناہوں کو سوچے اور اگر دل حاضر نہ ہو اور حزن اور رنج نہ پیدا ہو جیسا کہ خواص کا حال ہوا کرتا ہے تو اپنے حال پر رونا چاہیئے کیونکہ اللہ کے خوف سے دل نہ لرزے یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔ اے اللہ اپنا ڈر ہمارے دلوں میں ڈالدے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳۶) فصل نمبر ۳۶ :- قرآن مجید کو نہایت ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا ضروری ہے اور تمام علماء حق کا اس بات پر اتفاق بھی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً۔

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن پڑھنے کی حالت بیان فرماتی ہیں کہ ٹھہر ٹھہر کر آپ پڑھتے کہ ہر آیت اور حروف واضح ہوتے رہتے، جس کو ترمذی، نسائیؒ، ابو داؤد نے ذکر کیا ہے اور اس روایت کو ترمذی حسن صحیح فرماتے ہیں اور معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن اونٹنی پر سوار دیکھا کہ آپ سورہٗ فتح کی بار بار تلاوت فرما رہے تھے جس کو صحیحین نے ذکر کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ ایک سورت کا ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا میرے نزدیک پورے قرآن کے پڑھنے سے بہتر ہے، اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے فتویٰ پوچھا گیا کہ دو آدمیوں میں سے ایک نے سورہ بقرہ اور آل عمران کو پڑھا اور دوسرے نے صرف سورہ بقرہ کو اور رکوع، وسجدہ ایک ہی طرح تھا کیا دونوں برابر ہیں؟ فرمایا کہ جس نے صرف سورہ بقرہ کی تلاوت کی وہی افضل ہے، اور اس لئے جلدی جلدی پڑھنے کی ممانعت آئی ہے اسی کو ھذرمہ کہتے ہیں یعنی نرمی سے چپکے پڑھنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ میں ایک رکعت میں مفصل کو پڑھتا ہوں آپ نے فرمایا کیا اسی طرح قرآن پڑھتے ہو یہ تو شعر کا پڑھنا ہوا بے شک قومیں قرآن پڑھیں گی اور ان کے گلے سے قرآن نیچے نہ اترے گا، لیکن جب قرآن دل میں بیٹھ جاتا ہے اور جگہ کر لیتا ہے تو اس میں نفع ہوتا ہے، اس کو بھی صحیحین نے ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علما، فرماتے ہیں کہ ترتیل مستحب ہے یعنی قرآن کو رُک کر ٹھہر کر پڑھنا تدبر کرنے اور نہ کرنے دونوں میں مستحب ہے۔ اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو اس کے معنیٰ کو نہیں سمجھتا ہے اس کے لئے مستحب ہے، یہ چیز قرآن کی عزت و توقیر کے زیادہ قریب ہے اور دل پر اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

(۲۷) **فصل نمبر ۲۷**:۔ مستحب ہے کہ جب تلاوت کرتے وقت کسی آیت رحمت پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و کرم کا سوال کرے اور جب کسی عذاب کی آیت پر گذرے تو عذاب سے پناہ مانگے یا یوں دعا کرے :۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْعَافِيَةَ اَوْ اَسْاَلُكَ الْمُعَافَاتَ مِنْ كُلِّ مَكْرُوْهٍ

یا اسی کے مثل کوئی دعا مانگے اور جب کسی آیت تنزیہ پر پہنچے تو کہے سبحانہ وتعالیٰ وتبارک وتعالیٰ، اوجلت عظمتہ ربنا۔ حضرت حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہ سے صحیح طور پر مروی ہے کہ میں نے ایک رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے سورۂ بقرہ پڑھنا شروع کیا۔ میں نے جی میں کہا کہ سو آیتوں پر آپ رکوع فرمائیں گے، پھر دوسری رکعت میں بھی یہی خیال ہوا یہاں تک کہ آپ نے سورۂ آل عمران شروع فرمائی پھر سورۂ نسا، پھر سورہ آل عمران آپ نے خوش الحانی سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا اور جب کسی آیت رحمت پر پہنچتے تو اگر آیت تسبیح کی ہوتی تو سبحان اللہ کہتے اور جب سوال کی آیت ہوتی تو سوال فرماتے اور جب پناہ مانگنے کی آیت پر گذرتے تو پناہ مانگتے (مسلم) اس وقت تک سورۂ نسا، سورہ آل عمران پر مقدم تھی۔

امام نواوی فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا مذہب ہے کہ مستحب ہیں یہ تمام باتیں ہر قاری پر جو نماز میں پڑھے یا نماز سے خارج تلاوت کرے وہ لوگ کہتے ہیں کہ امام کی نماز میں منفرد اور مقتدی کیلئے بھی مستحب ہے کیونکہ دعا ہے اس لئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب برابر ہیں جس طرح سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہتے ہیں اور یہ جو سوال اور استخارہ کو ہم نے مستحب قرار دیا ہے یہی امام شافعیؒ کا اور جمہور علماء رحمہم اللہ کا مذہب ہے البتہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کو نماز فرض میں مکروہ فرماتے ہیں اور حق جمہور کے ساتھ ہے۔

(۳۸) **فصل نمبر ۳۸** :- احترام قرآن کے بارے میں جو تاکید اور اعتنا کیا گیا ہے اس میں بہت سے غافل اور ناواقف لوگ غفلت برتتے ہیں ان میں سے تلاوت قرآن کے وقت ہنسنا اور درمیان میں باتیں کرنا، لغو بولنا وغیرہ ہے اگر ایسی ضرورت پیش آجائے کہ بولنا ضروری ہو اور مجبوری ہو تو چنداں مضائقہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۔ اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم ہو، اور چاہیئے کہ اس چیز کی اقتدا کیجائے جس کو ابن ابی داؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق روایت کیا ہے کہ جب ابن عمرؓ تلاوت فرماتے تھے تو درمیان قرأت میں نہیں بولتے تھے، یہاں تک کہ جتنا پڑھنا ہوتا پڑھ کر فارغ ہوجاتے اور بخاری نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، لم یتکلم حتی یفرغ منه ، اس کو کتاب التفسیر آیت نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ" میں ذکر فرمایا ہے، اس میں ہاتھوں کو عبث طور پر ادھر اُدھر لے جانا وغیرہ بھی ہے کیونکہ تلاوت کرنے والا اللہ تعالیٰ سے مناجات اور سرگوشی کرتا ہے اور اسی میں سے لہو اور غافل کرنے والی چیزوں کی طرف نظر کرنا بھی ہے اور ذہن بھی پراگندہ ہوجاتا ہے اور وہ تمام چیزیں اس سلسلہ میں بری ہیں جن کی طرف نظر نہ کرنا چاہیئے جیسے امرد یعنی بن بیاہے لڑکے وغیرہ، کیونکہ خوبصورت لڑکے کی طرف نظر بلا ضرورت شرعی حرام ہے چاہے شہوت سے ہو یا بلا شہوت، فتنہ سے محفوظ ہو یا نہ ہو، علماء کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزدیک صحیح مذہب میں حرام ہے اور امام شافعیؒ سے اس بارے میں نص صریح ہے اور بہت سے علماء بھی اس طرف گئے ہیں اور ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول "قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ" ہے یہ بھی عورتوں کے حکم میں ہیں کیونکہ بہت سے لڑکے عورتوں سے زیادہ خوبصورت ہوتے ہیں اور ایسا شخص مشکوک خیال کیا جاتا ہے اور اس کے بارے میں برائی کا خیال لانا آسان ہو جاتا ہے، اس لئے اس کی تحریم عورتوں کی تحریم سے زیادہ ہے اور اس بارے میں سلف صالحین کے اقوال بہت زیادہ موجود ہیں بلکہ سلف نے امرد کی طرف نظر کرنے کو گندگی کے لفظ سے تعبیر کیا ہے، کیونکہ شرعاً گندگی ہے لیکن خرید و فروخت کے وقت نظر کرنا لینا، دینا اور تعلیم وغیرہ تو یہ چیزیں ضرورتاً جائز ہیں، لیکن دیکھنے والا محض بضرورت دیکھے اور برابر نظر نہ کرتا رہے۔ یہی حال استاد کا بھی ہے کہ وہ ضرورتاً دیکھے، ورنہ شہوت سے دیکھنا سب کے لئے حرام ہے اسی طرح جس طرح عام لوگوں کو عورتوں وغیرہ کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے سوائے اپنی بیوی اور لونڈی کے اور قرآن کی تلاوت کے وقت حاضرین مجلس پر ایسی منکر چیزوں کا روکنا جائز ہے جن کا ذکر اوپر گذر چکا ہے ہاتھ سے یا پھر زبان سے یا پھر دل سے بُرا سمجھے۔ واللہ اعلم

(۳۹) فصل نمبر ۳۹:- غیر زبان میں قرآن کی قرأت جائز نہیں چاہیے عربی زبان اچھی طرح ادا ہوتی ہو یا نہ ہو، نماز میں یا غیر نماز میں ہو پس اگر کسی نے غیر زبان میں نماز کے اندر قرأت کی تو نماز صحیح نہ ہوگی، امام نوادیؒ فرماتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب اور امام مالکؒ و احمدؒ و داؤدؒ، اور ابو بکر بن المنذر کا ہے۔

اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ نماز صحیح ہو جائے گی، قاضی ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اس کے لئے ہے جو عربی میں قرأت اچھی طرح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کرتا ہو اور جو ٹھیک طریقہ پر قرارت کرسکتا ہے اس کے لئے جائز نہیں ہے[1]

(۴۰) **فصل نمبر۴۰:۔** قرآن مجید کی تلاوت قرارت سبعہ کے ساتھ جس پر اتفاق ہوگیا ہے جائز ہے، سبعہ کے علاوہ جائز نہیں اور نہ ان روایات شاذہ کے ساتھ قرارت جائز ہے جو قرار سبعہ سے منقول ہیں، ساتویں باب میں آگے اس کا ذکر آرہا ہے کہ فقہاء نے قرارت شاذہ وغیرہ کے متعلق کیا فرمایا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے فرمایا ہے کہ اگر شاذ قرأت کو نماز کے اندر پڑھا اگر عالم ہے تو نماز جاتی رہے گی اور اگر جاہل ہے تو نماز باطل نہ ہوگی اور یہ قرأت حکم میں شمار نہ ہوگی، علامہ عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے مسلمانوں کا اجماع نقل فرمایا ہے کہ قرارت شاذہ سے نماز نہ ہوگی اور جو ایسا کرے اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی، علماء نے فرمایا ہے کہ جس نے قرارت شاذہ کو پڑھا اگر جاہل ہو یا اس کی حرمت سے واقف نہ ہو تبا دیا جائے، اب اگر پھر اعادہ کرے یا عالم ایسا کرے سب کو تعزیر کی جائے گی، یہاں تک کہ باز آجائے اور ہر شخص پر جو اس کی قدرت رکھتا ہو انکار کرنا اور منع کرنا وغیرہ واجب ہوگا۔

فصل:۔ جب کسی قرار کی قرأت کو شروع کیا تو بہتر ہے کہ برابر اسی قرارت میں پڑھے جب تک بات مرتبط ہو پس جب ارتباط ختم ہوجائے تو قرار سبعہ میں سے

---

[1] امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے قول کہ غیر زبان میں اگر قرآن مجید نماز کے اندر پڑھا گیا تو نماز جائز ہوجائے گی، اس قول سے رجوع فرمایا ہے، جیسا کہ مولانا عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے احکام النفائس فی اداء الاذکار بلسان الفارس میں مفصل بحث فرماکر رقمطراز ہیں۔
ذکر شیخ الاسلام فی شرح کتاب الصلوۃ وشمس الائمۃ السرخسی فی شرح جامع الصغیر رجوع ابی حنیفۃ الی قولھما۔ اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں قال ابن ملک فی شرح المنار الا صح انہ رجع من ھذا القول کما رواہ نوح ابن مریم .... وھو اختیار القاضی ابی زید وعامۃ المحققین۔ انتہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس پر چاہے قرارت کرے لیکن ایک مجلس میں اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ جو شروع کرے اسی پر ختم کرے [1]

(۴۱) **فصل نمبر ۴۱** :- علماء نے فرمایا ہے کہ موجودہ ترتیب قرآن کے مطابق قرارت اور تلاوت کی جائے مثلاً سورہ فاتحہ، سورہ بقرہ، سورہ آل عمران وغیرہ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض علماء شوافع نے فرمایا ہے کہ اگر پہلی رکعت میں کسی نے سورہ والناس پڑھی تو دوسری رکعت میں سورہ بقرہ پڑھے اور اسی بنا پر ہمارے بعض اصحاب کا یہ فتویٰ ہے کہ مستحب ہے کہ جو سورہ پڑھی گئی دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورہ کو پڑھا جائے اور اس کی دلیل موجودہ ترتیب قرآن ہے جو حکمت پر مبنی ہے پس لائق ہے کہ اسی پر عمل کیا جائے، البتہ اگر کسی جگہ مستثنیٰ ہو جیسے جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ الم سجدہ اور سورۂ دہر یا نماز عید میں سورہ ق اور سورہ اقتربت الساعۃ

---

[1] علماء اصول بالاتفاق قرآن مجید کو قراۃ متواترہ مانتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ تواتر قرارت سبعہ کا جو جمہور مانتے ہیں وہ تواتر ائمہ قرأت سبعہ کا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کی اسناد صحیح نہیں ہے کیونکہ اسناد قرارت سبعہ کتب قرارت میں موجود ہیں جو خبر آحاد سے آگے نہیں بڑھتی ہیں اس بنا پر ایک جماعت قراء نے قرارت سبعہ وغیرہ پر اجماع نقل کیا ہے کہ یہ متواتر نہیں ہیں متواتر تو وہی ہیں جس پر مشہور قراء کا اتفاق ہے جو قرآن آج دو دفتیوں کے درمیان پایا جاتا ہے وہی قرآن ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور جو مصاحف میں لکھا ہوا ہے اور احکامات شرعیہ پر مشتمل ہے اور معجزہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک ہر زمانہ میں تواتر کے ساتھ نقل ہوتا اور تلاوت ہوتا چلا آرہا ہے وہی قرآن ہے کیونکہ قرآن کا موافق عربیت اور رسم عثمانی کے ہونا ضروری ہے ورنہ وہ قرآن نہ ہوگا۔ تفصیل اس کی یہ ہے جیسا کہ صاحب "اتقان" لکھتے ہیں: لاخلاف ان کل ما ہو من القرآن یجب ان یکون متواترا فی اصلہ واجزائہ الخ، فما نقل احادا ولم یتواتر یقطع بانہ لیس من القرآن، اس تمام سر مغزی کا خلاصہ یہ ہے کہ فقہ اسلامی کی معتبر کتابوں میں تصریح موجود ہے بالخصوص "فتح القدیر" میں کہ ادائے حروف ورعایت قواعد قرآنی میں اگر عاجز ہے تو اسکو چاہئے کہ رات ودن میں اس کمی کو پورا کرنے اور تعلیم حاصل کرنے میں لگ جائے ورنہ اس کی نماز جائز نہ ہوگی، علامہ جزریؒ کا ارشاد ہے "من لم یجود القرآن فھو آثم" یعنی جو قرآن صحیح مخرج کے ساتھ نہیں پڑھتا ہے وہ گنہگار ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے رُبَّ تَالِی القرآنِ والقرآنُ یلعنہ الحدیث سے بھی اشارہ نکلتا ہے۔ واللہ اعلم

اصلاحی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئی ہے یا سنت فجر میں پہلی رکعت میں قل یاایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ احد یا وتر کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلیٰ، دوسری میں قل یاایہا الکافرون اور تیسری میں قل ہو اللہ احد اور معوذتین کا پڑھنا ثابت ہے اور اگر ترتیب کے مطابق نہ پڑھا جائے بلکہ ایک سورہ پڑھی جائے اور اس کے بعد والی نہ پڑھی جائے یا ترتیب کے خلاف ایک سورہ کو پڑھا پھر دوسری رکعت میں اس سے قبل پڑھا تو بھی جائز ہے اور اس بارے میں آثار صحابہ کثرت سے موجود ہیں مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلی رکعت میں سورہ کہف پڑھی اور دوسری میں سورہ یوسف، البتہ علمار سلف کی ایک جماعت ترتیب مصحف کے خلاف پڑھنے کو مکروہ کہتی ہے، ابن ابی داؤدؒ نے حسنؒ سے روایت کی ہے کہ وہ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی ترتیب قرآن کے خلاف نماز میں پڑھے اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسناد صحیح کے ساتھ مروی ہے کہ آپ سے فتویٰ پوچھا گیا کہ ایک شخص قرآن مجید کو الٹا پڑھتا ہے یعنی ترتیب موجودہ کے خلاف تو آپ نے فرمایا کہ ایسا الٹا قلب والا کرسکتا ہے، اگر کوئی تلاوتِ قرآن یا قرارت قرآن آخر سے شروع کرکے اول تک آئے تو ایسا کرنا سخت مکروہ اور ممنوع ہے کیونکہ اس سے اعجاز قرآن کی بہت سی خوبیاں ختم ہو جاتی ہیں اور ترتیب میں جو حکمت ہے وہ جاتی رہتی ہے، چنانچہ ابن ابی داؤد نے ابراہیم نخعیؒ سے روایت کی ہے اور امام مالکؒ سے بھی، یہ دونوں بزرگ ایسا کرنے کو سخت مکروہ اور معیوب سمجھتے تھے، امام مالک فرماتے تھے "ھذا عظیم" البتہ آخر قرآن سے بچوں کو تعلیم دینا بہتر ہے جو اس گذشتہ صورت میں نہیں آتا ہے، کیونکہ مختلف زمانوں میں اس طرح پڑھایا جاتا ہے، جس کا مقصد محض حفظ کی سہولت ہے اور کچھ نہیں۔

(۴۲) **فصل نمبر ۴۲** :۔ قرآن مجید کی تلاوت قرآن مجید دیکھ کر کرنا زبانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے سے زیادہ افضل ہے، کیونکہ قرآن مجید کا دیکھنا بھی عبادت ہے، امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں قاضی حسین اور امام غزالیؒ نے صحابہ تک کا نام لیا ہے کہ وہ قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنے کو افضل فرماتے ہیں اور یہی بات ابن ابی داؤدؒ نے سلف سے نقل فرمائی ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اگر یہ کہا جائے کہ دیکھ کر پڑھنا اور زبانی پڑھنا ان دونوں میں زبانی پڑھنے میں کسی کو زیادہ خشوع طاری ہوتا اور زیادہ تدبر ہوتا ہے تو یہ چیز حالات کے اعتبار سے ہو گی اور بہتر خیال کی جائے گی اور سلف رحمہم اللہ سے جو منقول ہے وہ انھیں حالات پر محمول ہوگا یعنی جس کو دیکھ کر زیادہ خشوع و خضوع پیدا ہوگا وہ دیکھ کر کرے اور جس کو زبانی زیادہ مزہ آئے وہ زبانی کرے۔

(۴۳) **فصل نمبر ۴۳**:۔ قرآن مجید ایک جماعت کے ساتھ تلاوت کرنے اور سامعین کا بھی موجود ہونا مستحب ہے اس کی فضیلت پر بھی لوگوں کو ابھارا گیا ہے پس لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جماعت کا اکٹھا ہو کر تلاوت کرنا اور پڑھنا اس کے بہت سے دلائل ہیں اور سلف اور خلف کے اعمال سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں نہیں جمع ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی تلاوت قرآن مجید کریں اور اس کا درس دیں اور معنی بیان کریں مگر حال یہ ہے کہ ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ ان کا ذکر اپنے پاس کے لوگوں میں کرتا ہے یعنی فرشتوں میں [1]

---

[1] سکینت کے معنی ہیں تسکین اور خاطر جمعی کے کہ اس کے سبب سے دنیا کی خواہش اور ماسوی اللہ کا خوف دل سے نکل جاتا ہے اور اللہ کا حضور اور اسکی نورانیت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اصلاحی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حلقہ پر گذرے اور فرمایا کہ تم لوگ کس لئے بیٹھے ہو؟ صحابہ نے فرمایا کہ ہم لوگ اللہ کے ذکر کے لئے اکٹھا ہوئے ہیں اور اسلام پر ہدایت دینے کی وجہ سے اور احسان کی بنا پر حمد و ثنا کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ حضرت جبریل آئے اور مجھ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ساتھ ان پر فخر کرتا ہے یہ روایت حسن اور صحیح ہے اور بھی بہت سی احادیث اس بارے میں آئی ہیں۔ اور دارمی نے اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے ایک آیت کتاب اللہ پر کان لگایا اس کے لئے قیامت میں ایک نور ہو گا۔ اور ابن ابی داؤد نے روایت کیا ہے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ قرآن مجید کا درس دیتے تھے، آپ کے ساتھ بہت سے لوگ قرآن اکٹھا طور پر پڑھتے تھے۔ اور ابن ابی داؤد نے اکٹھا ہو کر قرآن پڑھنے اور درس دینے کا بہت سے افاضل سلف اور خلف اور قضاۃ کا ذکر کیا ہے، حسان بن عطیہؒ اور اوزاعیؒ نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے جس نے کتابوں کے پڑھنے کا طریقہ مسجد دمشق میں ایجاد کیا وہ ہشام بن اسماعیل تھے جو خلیفہ عبدالملک کے پاس پہنچے تھے۔

اور وہ جو ابن ابی داؤد نے روایت کیا ہے ضحاک بن عبدالرحمٰن بن عزرف سے کہ انھوں نے اس طریقہ درس کا انکار کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا دیکھا ہے اور نہ سنا ہے اور نہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے پایا ہے میں نے کسی کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے اور وہب سے روایت ہے کہ امام مالکؒ سے میں نے پوچھا کہ آپ کا کیا خیال ہے ایسے لوگوں کے بارے میں کہ لوگ جمع ہو کر ایک ہی سورہ کو پڑھتے ہیں اور پھر اسی کو ختم کرتے ہیں۔ امام مالکؒ نے اس کو برا سمجھا اور انکار کیا، اور فرمایا کہ ایسا لوگ نہ کریں بلکہ ہونا یہ چاہیئے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک آدمی دوسرے پر پڑھے، پس یہ ان دونوں کا انکار کرنا سلف اور خلف کے خلاف ہے اور فرمایا کہ دلیل کا جو اقتضا ہے وہ متروک ہے اور اعتماد تو اس کے استحباب ہی پر ہے جیسا کہ گذرا، لیکن مجتمع طور پر پڑھنا سو اس کے شروط ہیں جو ہم نے پہلے ذکر کر دیئے ہیں اس پر خیال رکھا جائے، البتہ اکٹھا ہو کر پڑھنے پر بہت سے نصوص آئے ہیں جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ کسی نیکی کے کام پر کسی کو آمادہ کرنا بنانا مثل کرنے والے کے ثواب کے ہے اور آپ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ کسی آدمی کا تم سے راہ ہدایت پا جانا سرخ اونٹ سے بہتر ہے، اس کے بارے میں بہت سی حدیثیں موجود ہیں، نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى خلاصہ یہ کہ اس راہ میں کوشش کرنے والے کو بھی خدا کی طرف سے اجر ہے۔

(۴۴) فصل نمبر ۴۴ :۔ قرآن مجید کا دَور کرنا۔

اس کی یہ صورت ہے کہ ایک جماعت اکٹھا ہو کر کچھ لوگ ایک پارہ یا کم کچھ حصہ پڑھیں پھر خاموش ہو جائیں اور دوسرے لوگ وہاں سے پڑھیں جہاں پہلے لوگوں نے آخر کیا تھا یعنی چھوڑا تھا پھر اور لوگ اسی طرح پڑھیں تو یہ جائز ہے اور بہتر ہے، امام مالکؒ سے اس طرح پڑھنے کے بارے میں فتویٰ پوچھا گیا تو فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔

(۴۵) فصل نمبر ۴۵ :۔ قرآن مجید پڑھنے میں آواز کا بلند کرنا۔

یہ فصل زیادہ اہم ہے چاہئے کہ اس کا زیادہ خیال رکھا جائے اور اس بارے میں زیادہ تر احادیث بلند آواز سے قرآن پڑھنے میں آئی ہیں اور بہت سے آثار سلف آہستہ پڑھنے کے استحباب میں وارد ہوئے ہیں، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ علماء فرماتے ہیں کہ احادیث اور آثار کے جمع و توفیق کی صورت یہ ہے کہ آہستہ اور مخفی پڑھنے میں آدمی ریا سے محفوظ رہتا ہے اس لئے آہستہ پڑھنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس خیال سے بہتر ہے اور جس کو ریا کا خطرہ نہ ہو اس کو بلند آواز سے پڑھنا ہی بہتر ہے کیونکہ اس پر زیادہ عملدرآمد ہے اور اس وجہ سے بھی بلند آواز سے پڑھنا ہی بہتر ہے کہ اس سے دوسرے کو بھی فائدہ پہنچتا ہے، صرف اپنے کو فائدہ پہنچنے سے دوسرے کو بھی فائدہ پہنچنا زیادہ اچھا ہے اور اس سے آدمی کا قلب بیدار ہوتا ہے اور قرآن میں غور و فکر کا موقع ملتا ہے، نیند جاتی رہتی ہے اور بلند آواز سے پڑھنے میں نشاط زیادہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی رغبت پیدا ہوتی ہے اور غفلت دور ہوتی ہے، پس ان امور کے ارادہ کے ساتھ زور سے پڑھنا زیادہ افضل ہے،

جب ان نیتوں کے ساتھ قرآن پڑھا جائے گا تو اجر میں بھی اضافہ ہوگا، امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ انھیں وجوہ کی بنا پر ہم کہتے ہیں کہ قرآن دیکھ کر پڑھنا زیادہ بہتر ہے، یہ ہے نفس مسئلہ کا حکم۔ یوں تو آثار بہت زیادہ موجود ہیں جن میں سے کچھ ہم ذکر کر رہے ہیں، صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز رضامندی سے نہیں سنی پیغمبر کی قرارت کے برابر جبکہ پیغمبر خوش آوازی سے قرآن پڑھے پکار کر، یہ خدائے تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے کہا کہ تجھ کو داؤد کے مزامیر میں سے مزمار عطا کیا گیا ہے یعنی جیسے داؤدؑ کو خوش آوازی دی گئی تھی تجھے بھی اس میں سے خوش آوازی کا حصہ عطا ہوا ہے اور ایک روایت میں اتنا اور بھی آیا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تو دیکھتا کہ جب میں تیری قرارت کو رات گذشتہ سن رہا تھا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوش آوازی سے قرآن مجید پڑھنے کی جانب اللہ تعالیٰ گانے والی عورتوں کے گانے سے زیادہ کان لگاتا ہے اور پسند کرتا ہے اور بھی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رفقاء اشعریوں کی آواز کو جب وہ گھروں میں داخل ہو جاتے ہیں تو نہیں پہچانتا مگر قرآن کے بلند آواز سے اپنے گھروں میں راتوں کو پڑھنے کی وجہ سے پہچان جاتا ہوں کہ یہ ان کے گھر ہیں اور پھر جب دن ہوتا ہے تو بھول جاتا ہوں (مسلم و بخاری) اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن کو خوش آوازی سے پڑھا کرو اور ابن ابی داؤد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے مسجد میں لوگوں کی آواز کا شور سنا جو قرآن پڑھ رہے تھے تو فرمایا مبارک ہو ان لوگوں کو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایسے لوگ زیادہ محبوب تھے، غرض زور سے پڑھنے کے بارے میں بہت زیادہ احادیث آئی ہوئی ہیں اور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے اقوال اور افعال بہت زیادہ ہیں اور مشہور ہیں جن کا مورد وہی ہے کہ ریا اور دکھاوے سے نہ ہو اور نہ لوگوں کو اس سے تکلیف ہو نہ نماز وغیرہ میں گڑبڑ ہوتی ہو کیونکہ اسی بنا پر سلف رحمہم اللہ نے آہستہ پڑھنے کو کہا ہے جیسا کہ اعمش رحؒ نے فرمایا کہ میں ابراہیم رحؒ کے پاس گیا وہ قرآن مجید دیکھ کر پڑھ رہے تھے، ایک آدمی نے آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے قرآن کو بند کر دیا اور فرمایا اس میں مضائقہ نہیں۔ میں ہر وقت پڑھ سکتا ہوں۔ اور اسی طرح حضرت ابو العالیہ رحؒ سے مروی ہے کہ میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ان میں سے ایک صاحب نے کہا کہ میں نے رات اتنا ہی پڑھا ان لوگوں نے فرمایا کہ تمہارا حصہ اسی قدر اس میں تھا اور ان بزرگوں نے حدیث عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے استدلال کیا ہے عقبہ رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قرآن زور سے پڑھنے والا علانیہ صدقہ دینے والے کے مثل ہے اور مخفی طور پر قرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنے والا مخفی صدقہ دینے والے کے مثل ہے ، اس کو ابوداؤد، ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے ، ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور حدیث کے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ جو شخص آہستہ قرآن پڑھتا ہے وہ اس شخص سے افضل ہے جو قرآن زور سے پڑھتا ہے کیونکہ اہل علم کے نزدیک صدقہ چھپا کر دینا افضل ہے علانیہ صدقہ کر دینے سے چنانچہ اہل علم کے نزدیک حدیث کے یہی معنی ہیں تاکہ آدمی عجب اور ریا سے محفوظ رہے ، کیونکہ جو عمل پوشیدہ طور سے ہوتا ہے اس میں ریا کو دخل نہیں ہوتا ہے ، علانیہ دینے میں ضرور اس کا خطرہ ہے بہر کیف اگر زور سے پڑھنے میں کوئی خطرہ ہو تو زور سے نہ پڑھنا چاہیئے اور اگر ایسا نہ ہو تو زور سے پڑھے ہاں بہت سے لوگ مل کر اگر زور سے قرآن پڑھیں تو جہر مستحب ہے کیونکہ اس سے دوسروں کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

(۴۶) فصل نمبر ۴۶ :- قرآن مجید کا اچھی آواز بنا کر پڑھنا۔ سلف، خلف یعنی صحابہؓ وتابعینؒ کا۔

اس بات پر اجماع ہے اور تمام علماء امصار کا قول ہے کہ قرآن مجید کو خوش آوازی سے پڑھا جائے ، اس بارے میں علماء کے اقوال اور افعال اتنے زیادہ ہیں کہ جن کا استقصا کرنا مشکل ہے ، اس لیے ان سب کے ذکر کرنے سے ہم بے نیاز ہو جاتے ہیں اور یہ حدیث تو بہت مشہور اور عام طور پر علماء کے نزدیک ثابت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید کو اپنی خوش آوازی کے ساتھ ، زینت دو ، اس طرح کی تمام روایات گذشتہ فصل میں ذکر کر دی گئی ہیں ، مثلاً حدیث " من لم یتغن بالقرآن فلیس منا۔ وغیرہ ، یہ مطلب ہے کہ جو قرآن کو خوش آوازی سے نہ پڑھے اور مخارج و حروف کی کمی بیشی کی رعایت نہ کرے وہ ہماری سنت پر نہیں (رواہ ابوداؤد بسند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جید) اور حدیث برار رضی اللہ عنہ میں ہے کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں سورۂ والتین والزیتون پڑھی ۔ میں نے آپ سے زیادہ خوش آواز کسی کو نہیں سنا (بخاری و مسلم)

علماء رحمہم اللہ نے ان ہی روایات کی بناء پر فرمایا ہے کہ خوش آوازی سے ترتیب کے ساتھ قرآن کا پڑھنا مستحب ہے جب تک کہ قراۃ کی حد سے نہ نکلے، کھینچ تان کر اور خواہ مخواہ آواز کو گھٹا بڑھا کر اگر زیادتی کر دی اور کوئی حرف دب گیا یا بڑھ گیا تو حرام ہے، لیکن لحن سے قرآن پڑھنا تو ایک جگہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں اس کو مکروہ سمجھتا ہوں لیکن انھیں سے دوسری جگہ منقول ہے کہ مکروہ نہیں ہے نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا کہنا ہے کہ یہ دو قول نہیں ہیں بلکہ اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر زیادتی ایسی کر دی کہ حد سے تجاوز ہو گیا تو مکروہ ہے اور اگر حد سے تجاوز نہیں ہوا تو مکروہ نہیں ہے قاضی القضات علامہ ماوردی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب حاوی میں فرمایا ہے کہ جو قرائت الحان موضوعہ کے طریقہ پر اس طرح ہو کہ لفظ قرآن اپنے صیغہ اور حرکات سے نکل جائے یا ایسے طور پر الفاظ ادا ہوں کہ بعض لفظ مشتبہ ہو جائیں اور معنی پر اثر پڑ جائے تو حرام ہوگا اور قاری فاسق سمجھا جائے گا اور سننے والے گنہگار ہوں گے کیونکہ ایسی حالت میں ہنج قویم سے کجی کی جانب عدول ہوگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ"۔ ہاں اگر لحن ایسے طریقہ پر ہو کہ الفاظ اپنی جگہ پر صحیح رہیں اور قرآن ترتیل کے ساتھ ہو تو مباح ہے کیونکہ ایسی صورت میں الحان کے اندر زیادتی محض خوش آوازی کی بناء پر ہوتی ہے، الحان محرمہ ایک ایسی مصیبت ہے کہ بعض جاہل اس کو جنازوں اور محفلوں میں پڑھتے ہیں جو بدعت محرمہ ہے ہر سننے والا گنہگار ہوتا ہے اور جس کو اس کے ازالہ پر قدرت ہو وہ نہ ازالہ کرے تو وہ بھی کھلا ہوا گناہگار ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شافعیؒ مختصر مزنی کے اندر فرماتے ہیں کہ جس صورت سے قرآن عمدہ طور پر پڑھنا ہو سکے بہتر ہے اور میں حدر اور تحزین کو پسند کرتا ہوں، اہل لغت جب حدرتُ بالقراۃ کہتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اس نے کوئی حرف دبایا نہیں اور جب بولتے ہیں "فلان یقرأ بالتحزین" تو اس کے معنی یہ ہوتے کہ اس نے رقت آمیز طریقہ پر نرم آواز سے پڑھا اور ابن ابی داؤد نے سند کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ کو رونے کے مثل آواز سے پڑھا، اور سنن ابی داؤد میں ہے کہ ابن ابی ملیکہ سے کہا گیا کہ جو خوش آواز نہیں ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے فرمایا کہ جس قدر خوش آوازی ممکن ہو کرے۔

(۴۷) فصل نمبر ۴۷:۔ خوش آوازی سے قرأت قرآن مستحب ہے۔

جاننا چاہیے کہ سلف کی ایک بڑی جماعت قرآن کو خوش آوازی سے پڑھنے کا حکم کرتی تھی اور لوگ اس کو سنتے تھے یہ متفق علیہ استحباب ہے اور یہی عادت اچھے لوگوں اور عبادت گذاروں کی رہی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایسا ہی ثابت ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ پر قرآن کو پڑھو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو قرآن سناؤں درانحالیکہ قرآن آپ پر اترا ہے؟ آپ نے فرمایا میں اپنے علاوہ دوسرے سے قرآن سننے کو زیادہ اچھا سمجھتا ہوں، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے سورۂ نسا، کی آیت کو پڑھا اور جب آپ یہاں تک پہنچے فَکَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰۤؤُلَآءِ شَہِیْدًا ۝ ترجمہ:۔ پھر کیا حال ہو گا جب بلاویں گے ہم ہر امت میں سے احوال کہنے والا اور بلاویں گے تجھ کو ان لوگوں پر احوال بتانے والا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب بس کر، عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں آپ کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے (بخاری ومسلم) اور دارمی وغیرہ نے اپنی سند سے حضرت عمر بن الخطابؓ کا ابو موسیٰ اشعریؓ سے یہ فرمانا روایت کیا ہے کہ اے موسیٰ ہم کو ہمارے رب کی یاد دلاؤ، تو ابو موسیٰ نے قرآن کو پڑھا، اس سلسلہ میں کثرت سے آثار صحابہ منقول ہیں اور صالحین کی ایک جماعت پڑھنے والوں سے سوال کر کے سنا اور دنیا سے رخصت ہو گئے، اور علماء نے یہ مستحب قرار دیا ہے کہ کسی مجلس کا افتتاح یا حدیث نبوی کے پڑھتے وقت قرآن خوش آوازی سے شروع کیا جائے، قاری کے لئے ہے کہ اس مجلس کے مناسب آیات سے آغاز کرے اور آیات ایسی ہوں جو اللہ کے خوف کو یاد دلائیں اور اس کی رحمت کی وسعت سامنے کر دیں، ترک دنیا اور آخرت کی رغبت پیدا کریں اور بہترین اخلاق کے حصول کا جذبہ پیدا ہو۔

(۴۸) **فصل نمبر ۴۸**:۔ قرآن مجید کے پڑھنے والے کو ضروری ہے کہ جب وہ وسط سورہ سے پڑھنے کی ابتدا کرے یا غیر سورہ کے آخر پر ٹھہرے تو چاہیئے کہ ایسی جگہ سے شروع کرے جو پورا کلام ایک دوسرے سے ملا ہوا اور مربوط ہو، ٹھہر جائے اور وقف ہو تو ایسے ہی کلام پر اور اعشار اور اجزاء کا پابند نہ ہو یعنی دس آیات یا کچھ اجزاء، قرآن ہی کو پڑھے کیونکہ ایسا کرنا کبھی کلام مربوط کے وسط سے ہو گا، جیسے اللہ تعالیٰ کے قول وَالمحصنٰتُ من النساء ۔ وَمَا اُبَرِّیُٔ نَفْسِی ۔ فَمَا کَانَ جَوَابَ قَومِہٖ ۔ وَمَن یقنُتْ منکن لِلّٰہِ وَرَسولہٖ ۔ وَمَا انزلنا علیٰ قَومِہٖ مِنْ جُندٍ مِنَ السَّمَآءِ ۔ اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ ۔ وَبَدَا لَھُمْ سیئات مَا عملوا ۔ قَالَ فَمَا خطبکُمْ اَیُّھَا المُرْسَلُوْنَ ۔ کَذٰلِکَ الاحزاب ۔ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْ اَیَّامٍ معدُودَاتٍ ۔ قُلْ ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرٍ مِن ذالکم وغیرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجزاء پر وقف کرنا صحیح نہ ہوگا، یہ اور اس طرح کی آیات سے شروع کرنا یا ان پر وقف کرنا اس وجہ سے صحیح نہ ہوگا کہ ماقبل کلام سے یہ آیات متعلق ہیں اور مضمون ملا ہوا ہے، اس لئے بہت سے ناواقف حفاظ جو کر رہے ہیں اس پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے کیونکہ وہ نہ تو بوجہ ناواقفیت کے اس کی رعایت کر سکتے ہیں اور نہ معانی و مطالب آیات پر تدبر و تفکر کرنا ان کے بس میں ہے، اس معاملہ میں حضرت فضیل ابن عیاضؒ کے قول کا امتثال کرنا چاہئے جس کو ابو عبداللہ حاکمؒ نے روایت کیا ہے، ارشاد ہوتا ہے کہ اہل کی کمی کی بنا پر طریق ہدایت سے متوحش نہ ہونا چاہئے، اور نہ جاہلوں کی کثرت سے دھوکا کھانا چاہئے، اسی وجہ سے علماء کا فتویٰ ہے کہ چھوٹی سورہ کا پورا پڑھنا بڑی سورہ کے کسی حصہ کے پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ اس طرح پڑھنے سے بعض حالات میں لوگوں سے ربط مخفی رہ جائے گا۔ ابن ابی داؤد نے اپنی سند سے عبداللہ بن ہذیل تابعی سے روایت کیا ہے کہ آپ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی نماز وغیرہ میں بعض آیات کو پڑھے اور اس کے بعض حصہ کو چھوڑ دے[1]

---

[1] یہ مصیبت پیدا کردہ جاہل قاریوں اور حفاظ کی ہے مگر اچھے خاصے پڑھے لکھے دیندار اور عالم بھی اس میں مبتلا پائے جاتے ہیں، یہی مولوی جب وعظ کہنے اور تقریر کرنے کھڑا ہوتا ہے تو اتباع سنت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوۂ حسنہ کی خوبیوں اور برکات پر بڑا زور صرف کرتا ہے لیکن نماز کا بطریق سنت ادا کرنا اس طرح نظر انداز کر جاتا ہے کہ گویا نماز میں آپ کے اسوۂ حسنہ اور اتباع کی ضرورت ہی نہیں ہے، چند آیات یہاں کی اور چند آیات دوسری جگہ کی پڑھ کر بوجھ ہلکا کرکے نماز ختم کر دیتا ہے، حالانکہ اتباع سنت نبوی کو علماء اصول نے فرض اور واجب کہا ہے، نماز بطریق سنت ادا کرنا صحیح نماز ہے اور سنت کی رعایت نہ کرنا نماز کے وزن کو اور نماز کے حسن کو ختم کر دیتا ہے بلکہ نماز میں کراہیت پیدا ہو جاتی ہے، ہاں اگر کوئی جاہل سوائے تین چار سورتوں کے اور نہیں پڑھ سکتا ہے اور نہ اب یاد کر سکتا ہے تو ایسا شخص معذور ہے، اسی لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ نماز کے مسائل اور نماز میں پڑھنے والی سورتوں کا یاد کرنا ہر مسلمان پر ضروری اور واجب ہے، اگر کوئی حافظ قرآن ہے اور امامت بھی کرتا ہے تو اس کو چاہئے کہ فجر میں طوال مفصل یعنی سورۂ حجرات سے والسماء ذات البروج تک پڑھا کرے (باقی حاشیہ پر)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴۹) فصل نمبر ۴۹: - کن صورتوں اور حالات میں قرآن پڑھنا مکروہ ہے

یوں تو قرآن مجید کا پڑھنا مطلقاً پسندیدہ ہے، البتہ بعض حالات میں شریعت نے اس کے پڑھنے سے روکا ہے جس کے دلائل کو نظر انداز کرتے ہوئے محض ان حالات اور صورتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے، حالت رکوع و سجود اور تشہد میں قرآن کا

(بقیہ حاشیہ ۲۵) اور بقیہ نمازوں میں والسماء والطارق سے سورہ والناس تک پڑھتا رہے اور جمعہ کی فجر نماز کی پہلی رکعت میں الم تنزیل سجدہ اور دوسری رکعت میں ھل اتی علی الانسان کو ہمیشہ پڑھا کرے۔ نماز جمعہ میں پہلی رکعت میں سبح اسم ربک اور دوسری میں ھل اتاک حدیث الغاشیہ یا سورۂ جمعہ اور منافقون ہی پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس کے خلاف کرنے میں نماز تو ہو جائے گی مگر ہو گی مکروہ کیونکہ خلاف سنت ہے۔ خلیفۂ دوم حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام حکام کو یہ گشتی فرمان بھیجا کہ تمہارے کاموں میں سب سے زیادہ اہتمام کے قابل میرے نزدیک نماز ہے، جس نے نماز کی حفاظت کی اس نے اپنا دین محفوظ کر لیا اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا وہ دوسری چیزوں کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کر دیگا ظہر کی نماز اس وقت پڑھو جب سایہ کم سے کم ایک مثل تک ہو جائے، عصر کی نماز ایسے وقت پڑھو کہ آفتاب اونچا ہو، زرد نہ ہو، اور سوار دو فرسخ یا تین فرسخ قبل غروب کے چل سکے۔ اور مغرب کی نماز آفتاب غروب ہوتے ہی پڑھو اور عشاء کی نماز شفق غائب ہونے کے بعد سے ایک تہائی رات تک پڑھو، جو شخص عشاء پڑھنے سے پہلے سو جائے خدا کرے کہ اس کی آنکھوں کو کبھی آرام نہ ملے، اور صبح کی نماز ایسے وقت پڑھو کہ تارے نکلے ہوں۔

فرسخ تین میل کی مقدار یعنی ۸ کلومیٹر۔ اور شفق وہ سرخی جو صبح اور شام کو آسمان کے کناروں پر دکھائی دیتی ہے، اوقاتِ نماز جو اوپر ذکر کئے گئے ہیں اس کا ماخذ موطا امام مالک رح اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" وغیرہ ہیں۔

اصلاحی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھنا مکروہ ہے البتہ قیام میں جائز ہے، اسی طرح مقتدی کا مازاد علی الفاتحہ (یعنی سورہ فاتحہ کے علاوہ کا) پڑھنا جہری نماز میں مکروہ ہے جبکہ امام کی قرأت سنے، اسی طرح پاخانہ، پیشاب کی جگہوں میں اور اونگھ میں مکروہ ہے، اور جب قرآن کا پڑھنا گراں گذرے تب بھی، اور خطبہ سننے کی حالت میں بھی مکروہ ہے ہاں جو خطبہ نہ سنے اس کو مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب اور صحیح اور پسندیدہ پڑھنا ہے حضرت طاؤس رضی کراہت کے قائل ہیں اور ابراہیم نخعی عدم کراہت کے قائل ہیں اور طواف میں قرارت قرآن مکروہ نہیں ہے، یہی مذہب امام نووی اور جمہور علماء کا ہے، ابن المنذر نے اس کو عطاء، مجاہد، ابن المبارک، ابوثور اور اصحاب الرائے سے حکایت کیا ہے، حسن بصری، عروہ بن الزبیر اور مالک سے طواف میں کراہت منقول ہے اور صحیح پہلا مذہب ہے۔

(۵۰) **فصل نمبر:۔** اس فصل میں ہم ان بدعتوں کا مختصر ذکر کر دینا ضروری سمجھتے ہیں جن کو جاہل مصلی مستحب اور اچھا سمجھ کر کرتے ہیں حالاں کہ وہ بدعت ہے مثلاً بعض شہروں وغیرہ میں ختم تراویح کے وقت آخری رکعت میں سورہ انعام ۲۷ ویں شب میں پڑھنا اور اکٹھا ہو کر ایسے امور کرنا جو اعتقاداً مستحب کی طرح ہوں بدعت سیئہ ہے جس سے عوام کو مستحب کا وہم ہوتا ہے۔ انھیں میں سے پہلی رکعت کو چھوٹی کرنا اور دوسری کو لمبی کرنا بدعت سیئہ ہے کیونکہ پہلی رکعت کا بڑا ہونا اور دوسری کا چھوٹا ہونا شریعت میں ہے، اور بہت تیزی سے پست آواز سے قرآن پڑھنا بھی مکروہ ہے، اسی طرح بعض جہلاء کا جمعہ کی فجر نماز میں سورہ الم سجدہ کے بجائے کوئی اور سجدہ کی سورہ یا آیت کا پڑھنا بدعت سیئہ ہے حالانکہ سنت یہ ہے کہ جمعہ کی صبح کی نماز میں پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ اور دوسری رکعت میں ہل اتی علی الانسان پڑھا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵۱) فصل نمبر ۵۱: - اس فصل میں ایسے نادر مسائل کا ذکر ہوگا جس کی اکثر ضرورت پڑا کرتی ہے۔

مثال کے طور پر کسی نے نماز شروع کی ڈکار اور ریاح کا غلبہ ہوا تو چاہیے کہ قرارت سے رک جائے تاکہ ریاح کا خروج ہو جائے پھر قرارت کی طرف لوٹے، یہی مذہب ہے عطاءؒ کا جو بہترین ادب ہے، اسی طرح جمائی آئی تو چاہیے کہ پڑھنا موقوف کر دے یہاں تک کہ جمائی ختم ہو جائے، مجاہد نے اس کو اچھا کہا ہے اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنے ہاتھ کو منہ پر رکھ دے کیونکہ شیطان منہ کے اندر داخل ہوتا ہے۔ (مسلم)

یہیں سے علماء نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے قول وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ۔ یا قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ۔ یا۔ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا وغیرہم اسی طرح کی آیات کو پڑھے تو چاہیے کہ آواز کو دھیمی کر دے ایسا ہی ابراہیم نخعیؒ کرتے تھے اسی طرح ابن ابی داؤد نے شعبیؒ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ جب کوئی اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ پڑھے تو کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فوراً درود بھیجا جائے، آپ نے فرمایا ہاں۔ یہیں سے یہ بات بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس نے وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ کو پڑھا اور اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ پڑھا تو چاہیے کہ پڑھنے والا کہے " بلیٰ وانا علیٰ ذالك من الشاهدين" ابو داؤد، ترمذی، اور اسی روایت کو ابن ابی داؤد نے اتنی زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جو شخص سورہ قیامہ کے آخر اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى پڑھے تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو جواب میں سننے والا بلیٰ کہے۔ اسی طرح اگر کوئی سورہ رحمٰن میں فَبِاَیِّ آلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ ۔یا۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ پڑھے تو جواب میں آمنت باللہ کہے، یوں ہی حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ یہ لوگ جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھتے تو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی بھی کہتے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ فرماتے تھے، امام نووی فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نماز میں بھی اس طرح جواب دینا مستحب جانتے ہیں[1]

(۵۲) **فصل نمبر ۵۲**:۔ اس فصل میں اس بات کا بیان ہے کہ کوئی آیت پڑھ دی گئی مگر اس سے تلاوت کے بجائے کلام مراد لیا گیا ہو۔

اس بارے میں ابن ابی داؤد نے بہت سے اختلاف کا ذکر کیا ہے، ابراہیم نخعیؒ اس بات کو مکروہ خیال فرماتے تھے کہ قرآن مجید میں کوئی دنیاوی بات حائل کی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز میں والتین والزیتون کو پڑھا اور بلند آواز سے وَھٰذَا الْبَلَدُ الْاَمِیْنِ کو نمایاں طور پر ظاہر کیا، اسی طرح حکیم ابن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محکیمہ کا ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ فجر کی نماز میں تھے، اس نے کہا لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ حضرت علی نے جواب دیا فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللہِ حَقٌّ وَّلَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ ، امام نووی انھیں وجوہِ مذکورہ کی بنا پر فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا خیال ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی نمازی سے داخل ہونے کی اجازت مانگے اور مصلی اُدْخُلُوْھَا بِسَلَامٍ اٰمِنِیْنَ پڑھ دے، اگر اس سے مراد تلاوت اور ہو تو نماز باطل نہ ہوگی، اور اگر اعلام مقصود ہوا اور نیت حاضر نہ ہو تو نماز باطل

[1] فبای آلاء الخ کے جواب میں لَا بِشَیْءٍ مِنْ نِعَمِکَ رَبَّنَا نُکَذِّبُ فَلَکَ الْحَمْدُ پڑھنا مستحب ہے ۱۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گی، حنفیہ اس کو منع کرتے ہیں اور ناجائز فرماتے ہیں۔

(۵۳) **فصل نمبر ۵۳**:- اگر کوئی ایسا شخص جو علم، صلاح و تقویٰ، بزرگی اور عمر میں بڑا یا ولی یا باپ وغیرہ وغیرہ قرآن مجید پڑھنے والے پر آجائے تو قاری اکرام اور احترام کی نیت سے اٹھ کھڑا ہونے میں مضائقہ نہیں ہاں ریاء اور عظمت کرنے کے خیال سے ایسا نہ کیا گیا ہو تو کھڑا ہونا مستحب ہے، جس کو امام نوویؒ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے فعل سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا ہے ثابت فرمایا ہے اور یہی مذہب تابعین اور بعد کے علماء صالحین کا بتایا ہے، چنانچہ نوویؒ نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کے اندر احادیث نہی اور غیر نہی کے موقع و محل، صحت وسقم پر علمی تحقیق و بحث فرمائی ہے، اس رسالہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

(۵۴) **فصل نمبر ۵۴**:- اگر کوئی قرآن مجید چلتے ہوئے پڑھتا کسی جماعت پر گذرا تو قاری کو چاہیئے کہ قرارت روک کر سلام کرے پھر پڑھنے میں لگ جائے اگر اعوذ باللہ سے قراءت کو شروع کرے تو زیادہ بہتر ہے، اگر کوئی بیٹھا ہوا تلاوت کر رہا ہے اور کوئی اور آجائے تو امام ابوالحسن واحدیؒ نے فرمایا ہے کہ ایسی حالت میں قاری کو سلام کرنا بوجہ مشغولیت تلاوت کے نہ چاہیئے، ہاں اگر کسی نے سلام کر دیا تو قاری کو اشارہ سے جواب دیدینا چاہیئے اور اگر الفاظ سے بھی جواب دے دیا تو دے سکتا ہے، پھر اعوذ باللہ کے ساتھ تلاوت کا آغاز کرے مگر یہ جس نے کہا ہے کمزور بات ہے، لفظاً جواب دینا ظاہر وجوب ہے، امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا یہی مذہب ہے، اگر کوئی جمعہ کے خطبہ کی حالت میں سلام کرتا ہوا داخل ہوا اور ہم نے کہا کہ خاموش رہنا سنت ہے تو سلام کا جواب دینا ہی صحیح ہوگا، اگر کوئی یہ کہے کہ جب خطبہ کے وقت سلام کے جواب میں اختلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بصورت خاموشی واجب اور بصورت کلام حرام ہے تو پھر قرارت کی حالت میں کلام کو بدرجۂ اولیٰ اجماعاً حرام نہ ہونا چاہیے جب کہ سلام کا جواب دینا بہر حال واجب ہے۔

اگر کوئی قرأت کی حالت میں چھینکے تو اس کو الحمد للہ کہنا مستحب ہے اور ایسا ہی نماز کے اندر ہو اور کوئی دوسرا چھینکے اور وہ پڑھ رہا ہے نماز کے علاوہ اور کہا الحمد للہ تو مستحب ہے قاری پر کہ اس کا جواب دے اور کہے یرحمک اللہ، اور اگر مؤذن کی اذان کو سنے تو موذن کی متابعت اذان اور اقامت میں کرے پھر اس کے بعد پڑھنا شروع کرے، امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ یہ طریقہ ہمارے اصحاب کا متفق علیہ ہے اگر قرأت کی حالت میں قاری سے کوئی ضرورت طلب کی جائے اور قاری کو مسائل کا جواب اشارہ وغیرہ سے ممکن ہو اور معلوم ہو کہ قاری کے قلب پر کچھ اثر نہ ہوگا اور نہ اس سے کوئی تکلیف ہوگی تو بہتر یہ ہے کہ اس کو قاری اشارہ سے جواب دیدے اور پڑھنا موقوف نہ کرے، اور اگر قرأت بند کر دی تو بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم

(۵۵) **فصل نمبر ۵۵**:۔ اس فصل میں نماز سے متعلق چند عمدہ احکامات ہیں ان کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے کیونکہ کتب فقہ میں مشہور ہیں اس میں سے نماز میں قرأت کے واجب ہونے پر علماء کا اجماع ہو چکا ہے پھر امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور جمہور نے سورۂ فاتحہ کو ہر رکعت میں پڑھنا واجب قرار دیا ہے، البتہ امام ابو حنیفہؒ اور علماء کی ایک جماعت صرف سورہ فاتحہ کے تعین کے خلاف ہے، اخیر کی دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب نہیں ہے، امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ پہلی رائے زیادہ صحیح ہے کیونکہ دلائل سے اسی کی تائید ہوتی ہے، اس موقع پر صرف ایک حدیث صحیح ہے کہ نماز جائز نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں ام القرآن نہ پڑھی جائے [1]

سنت فجر میں بعد فاتحہ کے سورہ کے پڑھنے پر اجماع ہے، باقی اور دوسرے وقتوں کی نماز میں پہلی دونوں رکعتوں میں پڑھنا، البتہ تیسری اور چوتھی رکعت میں پڑھنے کے استحباب پر علماء کا اختلاف ہے، امام شافعیؒ سے اس بارے میں دو قول منقول ہیں، قول جدید یہ ہے کہ مستحب نہیں ہے اور قول قدیم میں مستحب ہے، امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ جب ہم نے کہا کہ مستحب ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ پہلی دو رکعتوں میں قرائت اوّل درجہ مستحب ہے تو تیسری اور چوتھی ان لوگوں کے قول کے مطابق برابر ہو گی، کیا پہلی رکعت دوسرے سے لمبی ہو؟ اس میں دو باتیں ہیں جو جمہور علماء کے نزدیک کسی کا بڑا اور چھوٹا نہ ہونا ہے، یہی زیادہ اصح ہے، دوسری رائے یہ ہے کہ پہلی رکعت بڑی اور دوسری چھوٹی ہو یہ محققین کا فیصلہ ہے، یہی صحیح حدیث کے موجب پسندیدہ ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت کو لمبی اور دوسری کو چھوٹی کرتے تھے، اس کا فائدہ یہ کہ مقتدی جو پیچھے رہ گیا ہے

---

[1] امام کے پیچھے مقتدی کے سورۂ فاتحہ پڑھنے میں ائمہ اربعہ کا مسلک یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ عنہ کے نزدیک مقتدی کو خاموش رہنا چاہئے یعنی امام کے پیچھے کسی وقت کی نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھنا چاہئے، امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے، امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کے پیچھے جہری نماز یعنی فجر مغرب اور عشاء میں قرأت سورہ فاتحہ نہ کرے اور سری نماز یعنی ظہر و عصر میں مقتدی امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھے۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ ہر نماز میں سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ یہ ہے ائمہ اربعہ وغیرہم کا مسلک اور دلائل ہر ایک کے پاس ہیں، اس میں اور اسی طرح کے دوسرے مسائل میں ائمہ اربعہ کا اختلاف رحمت اور امت کے لئے آسانی ہے، ہر مقلد کو چاہئے کہ وہ اپنے ائمہ کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہے اور کسی کو غلط نہ سمجھے اور انتظام میں انتشار نہ پیدا کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکعتِ اولیٰ کو پا جاتا ہے، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مسبوق[1] اگر امام کے ساتھ آخر کی دونوں رکعتیں ظہر کی پائیں یا عصر اور عشاء کی، پھر وہ بقیہ کے ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو مستحب ہے کہ وہ سورہ پڑھے، امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے جمہور اصحاب اس بات کے قائل ہیں، اس میں بھی دو باتیں ان سے منقول ہیں، ایک جو لوگ آخری رکعتوں میں بھی سورہ کے قائل ہیں وہ آخری میں بھی سورہ پڑھیں اور جو لوگ آخری رکعتوں میں سورہ کے پڑھنے کے قائل نہیں وہ نہ پڑھیں لیکن ٹھیک بات یہی ہے تاکہ نماز سورہ سے خالی نہ رہے، یہ امام اور منفرد کا حکم ہے اگر مقتدی ہو تو اگر نماز سری ہوگی تو سورہ فاتحہ واجب ہوگی اور سورہ کا پڑھنا مستحب ہوگا، اور اگر جہری نماز ہوگی اور امام کی قرأت مقتدی سن رہا ہے تو سورہ کا پڑھنا مکروہ ہوگا، فاتحہ پڑھنے کے وجوب پر ایسے مواقع میں دو قول ہیں زیادہ صحیح وجوب ہے، دوسرا قول واجب نہیں، اگر مقتدی قرارت نہیں سن رہا ہے تو سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہوگا اور سورہ کا پڑھنا مستحب، ایک کمزور قول یہ بھی ہے کہ فاتحہ واجب اور ایک قول یہ بھی ہے کہ فاتحہ واجب اور اس کا پڑھنا مستحب نہیں ہے۔ واللہ اعلم

(۵۶) **فصل نمبر ۵۶**:۔ اس فصل میں یہ بیان ہے کہ ایک رکعت میں دو سورتوں کے جمع کرنے اور پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، صحیحین میں آنحضرت صلعم

---

[1] مُدرک، مسبوق، لاحق یہ اصطلاح فقہاء کرام نے استعمال کی ہے، مُدرک کی تعریف یہ ہے جس کو امام کے ساتھ پوری نماز ملی ہو، یعنی پہلی رکعت سے شریک ہوا ہو آخر تک ساتھ رہا ہو، اور مسبوق اس شخص کو کہتے ہیں جس کو امام کے ساتھ شروع سے ایک یا کئی رکعتیں نہ ملی ہوں، لاحق اس شخص کو کہتے ہیں جس کی امام کے ساتھ شریک ہونے کے بعد ایک یا کئی رکعتیں جاتی رہی ہوں جیسے ایک شخص امام کے ساتھ شریک ہوا لیکن قعدہ میں بیٹھے بیٹھے سو گیا اور اتنی دیر سوتا رہا کہ امام نے ایک یا دو رکعتیں اور پڑھ لیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ثابت ہے جس کو عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے سورتوں کے نظائر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سورتوں کو ملا کر پڑھنے سے پہچانا اور مفصل میں سے بیس سورتوں کا ذکر کیا کہ ایک رکعت میں دو سورتوں کو پڑھتے تھے اور پر سلف سے ثابت ہو چکا ہے کہ ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیا ہے۔

(۵۷) **فصل نمبر ۵:** تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ فجر اور جمعہ وعیدین و مغرب کی پہلی دونوں رکعتوں اور تراویح اور وتر میں قرأت زور سے کرنا مستحب ہے جو امام اور منفرد کے لئے یکساں ہے البتہ مقتدی سو وہ اجماعاً جہر نہیں کر سکتا ہے اور صلوٰۃ کسوف قمر میں جہر سنت ہے اور کسوف شمس میں نہیں[1]۔ اسی طرح نماز استسقاء میں جہر ہے نماز جنازہ میں جہر نہیں ہے جبکہ نماز دن میں ہو، اور ایسا ہی صحیح اور مختار مذہب میں رات کو بھی ہے، دن میں نوافل میں جہر نہیں ہے سوائے عید اور نماز استسقاء کے، نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب نے نوافل کے بارے میں اختلاف کیا ہے، ظاہر مذہب میں جہر نہیں ہے، دوسرا مذہب جہر ہے اور تیسرا جو صحیح ہے جس کو قاضی حسین اور بغویؒ نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ جہر اور سر کے درمیان کی صورت اختیار کی جائے۔

اگر کسی کی نماز رات کی فوت ہو گئی اور اس نے دن میں قضا کر لی یا دن میں قضا ہو گئی اور رات میں ادا کر لی تو قضا ادا کرنے کے وقت کا اعتبار ہو گا یا قضا کرنے کے وقت کا تو نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب سے اس بارے میں دو رائیں منقول ہیں فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں سب سے ظاہر یہ ہے کہ قضا کے وقت کا اعتبار ہو گا

---

[1] جب سورج گرہن ہو تو دو رکعت نماز بہ ہیئت نافلہ جماعت سے ادا کی جائے، ایک رکوع ہر رکعت میں ہو اور قرأت جہر سے ہو اور لمبی سورتیں مثل سورہ بقرہ و آل عمران وغیرہ، یہاں تک کہ سورج صاف ہو جائے اگر چاند گرہن ہو تو دو رکعت تنہا تنہا ادا کی جائیں اور قرأت زور سے نہ ہو یہی مذہب حنفیہ کا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر آہستہ کی جگہ زور سے پڑھا یا زور سے پڑھنے کی جگہ آہستہ قرأت کی تو نماز صحیح ہو جائے گی لیکن مکروہ کا ارتکاب ہو گا اور سجدۂ سہو کرنا نہ ہو گا۔

جاننا چاہیئے کہ آہستہ پڑھنا قرأت کا تو تکبیرات وغیرہ اذکار میں اس طرح پڑھے کہ خود سنے کیونکہ جہاں کہیں خود سننا ہوتا ہے گویائی ضروری ہوتی ہے بشرطیکہ سننے والے کی سماعت صحیح ہو اور کوئی عارضہ لاحق نہ ہو پس جب خود نہ سنے تو اس کی قرأت صحیح نہیں ہوتی ہے اور نہ دوسرے اذکار، اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے۔

(۵۸) **فصل نمبر ۵۸**:- امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب فرماتے ہیں کہ امام کو نماز جہری میں چار سکتہ کرنا مستحب ہے قیام کی حالت میں (۱) تکبیر احرام کے بعد (۲) فاتحہ کے بعد خفیف سکتہ جو فاتحہ کے اور آمین کے آخر میں ہو (۳) بعد آمین کے طویل سکتہ کہ مقتدی فاتحہ پڑھ لے (۴) سورہ سے فارغ ہو جانے پر تاکہ قرات اور تکبیر رکوع میں فصل ہو جائے۔

(۵۹) **فصل نمبر ۵۹**:- ہر قاری کے لئے خواہ نماز میں خواہ نماز کے باہر جب سورہ فاتحہ سے فارغ ہو آمین کہے، اس بارے میں بہت زیادہ روایات آئی ہیں جو مشہور ہیں اور ہم اس فصل کے قریب ہی ذکر کر آئے ہیں کہ مستحب ہے کہ فاتحہ کے آخر میں خفیف سکتہ کیا جائے جس کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ تو قبول فرما لے یا ایسا ہی ہو یا اس کے معنی یہ ہیں کہ تیرے سوا کوئی اس پر قادر نہیں ہے، یا یہ معنی بھی لوگوں نے کہے ہیں کہ ہماری امیدوں کو ناامیدی میں تبدیل نہ فرمائے یا یہ معنی بھی ہیں کہ ہم ایمان لائے خیر کے ساتھ وغیرہ جنھوں نے آمین کے معنی یہ بھی لکھے ہیں کہ وہ ایک درجہ جنت کا ہے، قائل اس کا مستحق ہے، جنھوں نے آمین کو اسما رالٰہی میں سے مانا ہے جس کا محققین اور جمہور امت نے انکار کیا ہے، کہا گیا ہے کہ یہ اسم عبرانی ہے غیر معرب، ابوبکر وراقؒ نے فرمایا ہے کہ آمین دعائیں پہنچاتا ہے اور رحمت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نزول کا سبب ہے وغیرہ، آمین میں کئی لغات ہیں علماء نے فرمایا ہے کہ فصیح آمین مد اور تخفیف میم کے ساتھ ہے دوسری رائے قصر کے ساتھ یہ دونوں زیادہ مشہور ہیں، تحقیق اس میں یہ ہے جس کو روایت کیا ہے امام جعفر صادقؒ نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ ہم تیری ہی طرف مائل ہیں اور جو تیرا قصد کرتا ہے تو اس کو محروم نہیں فرماتا یہی واحدی کا قول ہے، اہل عربیت نے آمین کے متعلق یہ فیصلہ دیا ہے کہ توقف کیا جائے کیونکہ یہ بمنزلہ اصوات کے ہے جس کو کتاب تہذیب الاسماء واللغات میں نوویؒ نے تفصیل سے بیان کیا ہے علماء نے فرمایا ہے کہ نماز میں آمین کہنا امام اور مقتدی سب کو مستحب ہے اس لئے امام اور مقتدی صلوٰۃ جہری میں جہر سے کہیں البتہ مقتدی کے جہر کے بارے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جہر کرے، دوسرا قول یہ ہے کہ آمین زور سے نہ کہے، تیسرا قول یہ ہے کہ اگر بڑی جماعت ہو جہر کرے ورنہ نہیں، امام کے ہی ساتھ مقتدی کی آمین ہو نہ پہلے نہ بعد، اس لئے کہ صحیح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے اذا قال الامام ولا الضالین فقولوا آمین فمن وافق تامینہ تامین الملائکۃ غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ اسی طرح آپ کا ارشاد اذا امن الامام فامنوا جس کے معنی یہ ہوئے کہ جب امام آمین کا ارادہ کرے، کہا ہمارے اصحاب نے کہ نہیں ہے نماز میں کوئی مقام مستحب طور پر ایسا کہ مقتدی کا قول امام کے قول میں شامل ہو جائے سوائے آمین بالصلوٰۃ کے باقی اقوال امام کے قول سے مؤخر ہی مقتدی کے ہونا چاہیئے۔

(۶۰) **فصل نمبر ۶۰**:۔ سجدۂ تلاوت کے بارے میں سجدۂ تلاوت کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے اسی لئے تمام علماء نے متفقہ طور پر سجدۂ تلاوت کا حکم کیا ہے البتہ اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ سجدۂ تلاوت واجب ہے یا مستحب۔ جمہور اس کے وجوب کے قائل نہیں بلکہ مستحب بتاتے ہیں یہی قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وعمران بن حصین و مالک و اوزاعیؒ و شافعی و احمد و اسحٰق و ابو ثور اور داؤد وغیرہم رحمہم اللہ کا ہے، امام ابو حنیفہ سجدۂ تلاوت کو واجب کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے قول فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ہ سے دلیل پکڑتے ہیں۔ اور جمہور علماء حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل سے دلیل لاتے ہیں کہ انھوں نے جمعہ کے دن ممبر پر سورہ نمل کی آیت سجدہ پڑھی اور اتر کر سجدہ فرمایا لوگوں نے بھی سجدہ کیا یہاں تک کہ آنے والے جمعہ کو پھر آپ نے آیت سجدہ پڑھی اور فرمایا کہ ہم آیت سجدہ سے گذرے پس جس نے سجدہ کیا اچھا کیا اور جس نے نہیں کیا کوئی گناہ نہیں کیا اور خود سجدہ نہیں کیا (بخاری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل اور قول سے ظاہر ہوتا ہے کہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے، امام ابو حنیفہؒ نے جو آیت کریمہ سے استدلال فرمایا ہے اس کا جواب جمہور کی جانب سے یہ ہے کہ آگے بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ہے، جو لوگ سجدہ ترک کرتے ہیں اور نہیں کرتے ان کی مذمت کی گئی ہے اور صحیحین میں زید بن ثابت سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم پڑھی اور سجدہ نہیں کیا اور پھر صحیحین ہی سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ نجم کو پڑھا اور سجدہ فرمایا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔

(۶۱) **فصل نمبر ۶۱** :- اس فصل میں سجدہ کی تعداد اور اس کے مقام کے تعین کا بیان ہوگا، سجدہ کی تعداد کے بارے میں امام شافعیؒ اور جمہور کا مختار مذہب چودہ ۱۴ یعنی اعراف، رعد، نحل، سبحان الذی، مریم، حج میں دو سجدے فرقان، نمل، الم تنزیل، حم سجدہ، نجم، اذا السماء انشقت، اقرأ لیکن سجدۂ سورۂ ص تو یہ مستحب ہے ضروری نہیں ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے "لیست من عزائم السجود"۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سجدہ کرتے دیکھا ہے یہی مذہب امام شافعیؒ اور جو لوگ ان کے ہمنوا ہیں ان کا بھی ہے امام ابو حنیفہؒ بھی چودہ سجدوں کے قائل ہیں مگر آپ سورہ حج کے دوسرے سجدہ کو ساقط کرتے ہیں اور سورہ ص کے سجدہ کو ضروری مانتے ہیں امام احمد سے اس کے بارے میں دو روایتیں ہیں ایک تو امام شافعی کے مطابق اور دوسرا قول پندرہ سجدوں کا جس میں سورہ ص کو بھی لیتے ہیں، چنانچہ یہی قول ہے ابو العباس بن شریح ابو اسحٰق مروزی جو امام شافعی کے اصحاب میں سے ہیں اور امام مالکؒ سے بھی دو روایتیں ہیں ایک ان میں امام شافعی کے مثل اور مشہور ان دونوں میں گیارہ سجدے ہیں جن میں سے نجم اور اذا السماء انشقت اور اقراء کو ساقط فرماتے ہیں چنانچہ امام شافعی کا یہ قدیم قول رہا ہے، صحیح تو وہی ہے جو ہم نے پہلے ذکر کیا، احادیث صحیح سے انہیں کی تائید ہوتی ہے۔

سجدۂ تلاوت کن آیات پر کیا جائے ؟ تو سورۂ اعراف کے ختم پر اور سورہ رعد میں بالغدو والاصال پر اور سورہ نحل میں ویفعلون ما یؤمرون پر اور سبحان الذی میں ویزیدھم خشوعا پر اور سورۂ مریم میں خروا سجدا وبکیا پر اور سورہ حج میں پہلا سجدہ ان اللہ یفعل ما یشاء پر اور دوسرا وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون اور سورہ فرقان میں وزادھم نفوراً پر اور سورہ نمل میں رب العرش العظیم پر اور سورہ الم تنزیل میں وھم لا یستکبرون پر اور سورہ حم سجدہ میں لا یسئمون پر اور سورہ نجم میں آخر پر اور اذا السماء انشقت میں لا یسجدون پر اور سورہ اقراء کے آخر میں، اور جن مواضعات پر سجدہ کرنا ذکر ہوا ہے ان میں حم سجدہ کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، امام شافعیؒ اور آپ کے اصحاب کا مذہب تو وہی ہے جو ذکر کیا گیا کہ یَسْأَمُونَ کے بعد چنانچہ یہی مذہب سعید بن مسیب و محمد بن سیرین و ابو وائل ابن شفیق، ابن سلمہ، سفیان ثوری، ابو حنیفہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واحمد واسحٰق بن راہویہ وغیرہم کا ہے البتہ دوسرے لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ کے بعد سجدہ کیا جائے، اس کو ابن المنذر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حسن بصری اور اصحاب عبداللہ بن سبعہ وابراہیم نخعی اور ابو صالح وطلحہ بن مصرف وزبیر بن الحرث ومالک ولیث بن سعد سے حکایت کیا ہے، اور ایسا ہی بعض اصحاب شافعی کے متعلق بغوی نے تہذیب میں خیال ظاہر کیا ہے لیکن ہمارے اصحاب میں سے ابوالحسن علی بن سعید العبد کا قول اپنی کتاب کفایہ جو اختلاف فقہار میں ہے فرماتے ہیں ہمارے نزدیک سورہ نمل میں وَیَعْلَمُ مَا یُخْفُوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ پر ہونا چاہیے اور اسی کو اکثر فقہار کا مذہب کہا گیا ہے اور امام مالک "رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ" پر سجدہ کو فرماتے ہیں، یہی وہ چیز ہے جس کو ہم اپنا مذہب کہہ کر نقل کرتے ہیں اور اکثر فقہار کا مذہب غیر معروف اور غیر مقبول بلکہ غلط ہے اور ہمارے مذہب کے اصحاب کی کتابوں میں صریح طور پر سورہ نمل کا سجدہ اللہ تعالیٰ کے قول رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ پر ہی مانا گیا ہے۔

(۶۲) **فصل نمبر ۶۲**:۔ سجدۂ تلاوت کا حکم صلوٰۃ نافلہ کے شرائط طہارت عن الحدث اور استقبالِ قبلہ وسترِ عورۃ وغیرہ کے مانند ہے، اس لئے اگر بدن یا کپڑے میں اتنی نجاست ہو جو معاف نہیں ہے تو سجدہ کرنا حرام ہوگا اور اسی طرح محدِث پر بھی حرام ہوگا الا یہ کہ اس نے تیمم کیا جس جگہ پر کرنا جائز ہے تو سجدہ بھی کر سکتا ہے، ہاں غیر قبلہ کی طرف سجدہ کرنا حرام ہے مگر سفر میں جہاں نماز نافلہ غیر قبلہ کی طرف جائز ہو جاتی ہے، یہ تمام مسائل متفق علیہ ہیں[1]۔

(۶۳) **فصل نمبر ۶۳**:۔ جب سورہ ص کا سجدہ کسی نے تلاوت کیا تو جو لوگ

---

[1] سجدۂ تلاوت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قاری اور سامع پر واجب ہے البتہ ائمہ ثلاثہ سنت کے قائل ہیں، سجدۂ تلاوت کے تمام شرائط نماز کے ہیں۔ "اصلاحی"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے وجوب اور ضروری ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک سجدہ کرنا نماز میں خواہ نماز سے باہر، برابر ہے جس طرح اور دوسرے سجدے۔ امام شافعیؒ وغیرہ جو ص کو عزائم سجود سے نہیں مانتے وہ یہ تفسیر کرتے ہیں کہ اگر نماز کے اندر سجدہ ص پڑھا تو سجدہ کرنا مستحب ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا ہے جیسا کہ اوپر گذرا۔ اور اگر نماز میں پڑھا اور سجدہ نہیں کیا یا سجدہ کیا اور وہ جاہل ہے یا بھول کر کیا ہے تو نماز باطل نہ ہوگی، لیکن سجدہ سہو کرنا ہوگا اور عالم ہے تو صحیح مذہب یہ ہے کہ نماز جاتی رہے گی کیونکہ اس نے نماز میں زیادہ کیا جو اس نماز میں سے نہیں تھا، تو باطل ہوگا، جس طرح کسی نے سجدۂ شکر کیا تو بلا خلاف نماز بالکل باطل ہو جائے گی اور دوسری رائے یہ ہے کہ نماز باطل نہ ہوگی، کیونکہ اس کا تعلق نماز سے تھا، اگر امام نے سورہ ص کا سجدہ کیا کیونکہ امام اس کے عزائم سجود کا قائل ہے اور مقتدی اس کا قائل نہیں ہے تو مقتدی کو چاہئے کہ اس کی متابعت نہ کرے بلکہ علیحدہ ہو جائے اور اس کے کھڑے ہونے کا انتظار کرے اور جب اس نے اس کا انتظار کیا سجدہ سہو کرے، اس میں دو مذہب ہیں، ان دونوں میں سب سے زیادہ ظاہر یہ ہے کہ وہ سجدہ نہ کرے۔

(۶۴) **فصل نمبر ۶۴**:۔ کس کو سجدہ کرنا سنت ہے، جاننا چاہئے کہ اس قاری کے لئے سجدہ کرنا مسنون ہے جس نے پانی یا مٹی سے طہارت کی ہے خواہ نماز میں ہو یا نماز سے باہر، سننے والے کے لئے بھی سزاوار ہے اور مستمع کے سوا سامع کو بھی سجدہ کرنا سنت ہے۔

لیکن امام شافعیؒ نے فرمایا کہ جیسا مستمع کے حق میں موکد ہے سامع کے حق میں اتنا نہیں ہے اور یہی صحیح ہے، نووی کہتے ہیں ہمارے اصحاب میں امام الحرمین سامع کو سجدہ کرنا نہیں کہتے ہیں لیکن مشہور اول ہے اور برابر ہے کہ قاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز میں ہو یا نماز کے باہر سامع پر سجدہ ہے چاہے قاری سجدہ کرے یا نہ کرے، یہی صحیح اور مشہور امام شافعی کے اصحاب کے نزدیک ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہؒ کا بھی ہے، اصحاب شافعی میں سے صاحب البیان نے کہا ہے کہ نہ سجدہ کرے سامع نماز میں سجدہ کی آیت پڑھنے کی بنا پر، صیدلانیؒ کا قول ہے کہ سجدہ مسنون نہیں ہے مگر جب کہ قاری سجدہ کرے، لیکن پہلا قول صحیح ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ قاری خواہ مسلمان عاقل و بالغ اور طاہر ہو، خواہ کافر یا بچہ یا غیر طاہر یا عورت پڑھنے والی ہو۔ یہی اصحاب شوافع اور امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے، نووی کہتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب کہتے ہیں کہ کافر اور لڑکا اور محدث اور مدہوش کے پڑھنے سے سجدہ مسنون نہ ہوگا اور سلف کی ایک جماعت عورت کے پڑھنے پر سجدہ اوروں پر نہ ہونے کی قائل ہے، جس کو ابن منذر نے قتادہ اور مالک اور اسحٰق سے حکایت کیا ہے مگر صحیح پہلا ہی قول ہے۔

(۶۵) **فصل نمبر ۶۵:۔** سجدہ تلاوت کے مختصر کرنے کے بیان میں۔

اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آیت یا دو تین آیتیں پڑھی جائیں اور سجدہ کیا جائے، اس کو ابن منذر نے شعبی، حسن بصری، محمد بن سیرین و نخعی و احمد و اسحٰق رحمہم اللہ سے اس کی کراہت بیان کی ہے اور امام ابوحنیفہ و محمد بن الحسن و ابو ثور رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے، امام نووی فرماتے ہیں یہ ہمارے مذہب کے مطابق ہے۔

(۶۶) **فصل نمبر ۶۶:۔** اگر مصلی منفرد ہے اور اپنی قرأت کرنے پر سجدہ کرے، اگر اس نے سجدۂ تلاوت ترک کر دیا اور رکوع میں چلا گیا اور پھر ارادہ کیا کہ سجدۂ تلاوت ادا کرے تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور اگر ایسا جان بوجھ کر کیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو نماز باطل ہو جائے گی، اور اگر رکوع کے لئے جھکا اور رکوع کرنے والوں کی حد میں نہیں آیا تو جائز ہے کہ سجدہ تلاوت کرے، اور اگر سجدہ تلاوت کیلئے جھکا پھر اس کو خیال آگیا اور قیام کی طرف لوٹ گیا تو جائز ہے، اگر منفرد نماز کی طرف مائل ہوا کسی شخص کی نماز میں یا غیر نماز میں قرائت آیت سجدہ کی وجہ سے تو اس کیلئے جائز نہ ہوگا کہ وہ سجدہ کرے اور اگر اس نے باوجود علم کے سجدہ کیا تو نماز جاتی رہیگی اگر مصلی نماز میں ہے پس اگر وہ امام ہے تو منفرد کے حکم میں ہے، لہٰذا جب امام سجدہ تلاوت کرے تو مقتدی کو بھی اس کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیئے اگر اس نے سجدہ نہیں کیا تو نماز جاتی رہے گی، اور اگر امام نے سجدہ نہیں کیا تو مقتدی کو بھی سجدہ کرنا جائز نہیں اگر کرے گا تو نماز جاتی رہے گی، لیکن مستحب یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کر لیا جائے اور اس کی تاکید نہ کی جائے۔

اگر امام نے سجدہ کیا اور مقتدی کو علم نہیں ہوا یہاں تک کہ امام نے سجدہ سے سر اٹھا لیا تو مقتدی معذور متصور ہوگا اور سجدہ کرنا جائز نہ ہوگا، اگر مقتدی کو سجدہ کا علم ہو گیا اور امام ابھی سجدہ میں ہے تو سجدہ واجب ہوگا۔ پس اگر سجدہ کے لئے جھکا اور امام نے سر اٹھا لیا اور وہ جھکا ہی تھا تو چاہیئے کہ امام کے ساتھ وہ بھی اٹھ جائے اس کو سجدہ کرنا جائز نہ ہوگا اور اسی طرح کوئی ضعیف اور کمزور امام کے ساتھ جھکا اور امام نے ضعیف کے سجدہ میں پہنچنے سے پہلے سر اٹھا لیا تو ضعیف بھی اٹھ لے اور سجدہ نہ کرے ہاں اگر مصلی مقتدی ہو تو اس کو آیت سجدہ خود پڑھنے سے سجدہ کرنا جائز نہ ہوگا ورنہ اسی طرح دوسرے کے آیت سجدہ پڑھنے سے اگر سجدہ کرے گا نماز باطل ہو جائے گی اور ہم اس کیلئے آیت سجدہ پڑھنا مکروہ سمجھتے ہیں اور اسی طرح اس کے لئے غیر امام کے آیت سجدہ پڑھنے پر سجدہ کے لئے مائل ہونے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۶۷) **فصل نمبر ۶۷** :- تلاوت کے لئے سجدہ کا وقت، علماء نے فرمایا ہے کہ سجدہ کی آیت پڑھنے اور سننے کے بعد ہی چاہیئے کہ سجدہ کیا جائے پس اگر مؤخر کیا مگر زیادہ دیر نہیں کی سجدہ کرلے اور زیادہ دیر کردی تو صحیح مذہب یہ ہے کہ سجدہ فوت ہوگیا، اب اس کی قضا نہیں ہے[1]۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب کا اس بارے میں ایک قول ضعیف ہے کہ اس طرح سجدہ تلاوت کی قضا کرے، جس طرح سنن روایت کی جیسے فجر، ظہر وغیرہ کی سنتیں ہیں، پس اگر قاری یا سننے والا پاک نہ ہو اور جلدی ہی پاک ہو جائے تو سجدہ کرے اور اگر زیادہ دیر ہو جائے تو صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے بغوی نے کہا کہ جس طرح مؤذن کو اختیار رہے کہ بعد فراغت نماز کے اذان کا جواب دے۔

(۶۸) **فصل نمبر ۶۸** :- اگر کسی نے ایک مجلس میں تمام آیاتِ سجدہ کو پڑھا یا بعض کو پس اگر ایک ہی آیت سجدہ کو بار بار پڑھا کئی مجلسوں میں تو ہر مجلس کا سجدہ کرے بلا خلاف۔ اگر ایک ہی مجلس میں مکرر آیت سجدہ پڑھی تو اگر پہلی مرتبہ سجدہ نہیں کیا تو ایک ہی سجدہ تمام کے لئے کافی ہو جائے گا، اگر پہلی ہی آیت پر سجدہ کرلیا تو اس میں تین صورتیں ہیں زیادہ صحیح یہ ہے کہ ہر مرتبہ سجدہ کرے، سبب کے تجدد کی وجہ سے۔ دوسرا قول یہ ہے پہلا سجدہ سب کے لئے کافی ہے یہی قول ابن شریح کا ہے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہؒ کا۔ ہمارے اصحاب میں سے صاحب العدہ کا یہی فتویٰ ہے اور اسی کو شیخ نصر المقدسی جو ہمارے اصحاب میں ہیں اختیار کیا ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ اگر دیر کافی ہو گئی تو پہلا سجدہ بس ہے ہاں اگر ایک ہی آیت سجدہ کو مکرر نماز میں پڑھا تو اگر پہلی رکعت ہے تو اس میں تین قول ہیں اگر دونوں رکعتوں میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ کا اعادہ دونوں میں بلا اختلاف

---

[1] جس طرح صلوٰۃ کسوف کی قضا نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے کرنا چاہیے۔

(۶۹) فصل نمبر ۶۹:۔ اگر کوئی حالتِ سفر میں سواری پر آیتِ سجدہ پڑھے تو وہ اشارہ سے سجدہ کرے، امام نودی فرماتے ہیں یہی ہمارا اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف اور احمد و زفر و داؤد وغیرہم کا مذہب ہے بعض اصحاب ابوحنیفہ رح نے کہا ہے کہ سجدہ نہ کرے مگر جمہور کا مذہب ٹھیک ہے اگر حضر میں سواری پر ہے تو البتہ اس کو اشارہ سے سجدہ کرنا چاہیے۔

(۷۰) فصل نمبر ۷۰:۔ اگر کسی نے نماز میں آیت سجدہ سورۂ فاتحہ سے پہلے پڑھا تو سجدہ کرے، بخلاف اس کے کہ اگر آیت سجدہ رکوع اور سجدہ میں پڑھے تو اس کو جائز نہیں ہے کہ سجدہ کرے کیونکہ کھڑا ہونا قرأت کا محل ہے، اگر آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کے لیے جھکا کہ سجدہ کرے پھر اس کو شک ہوا کہ سورہ فاتحہ پڑھی یا نہیں تو وہ سجدۂ تلاوت کرے اور قیام کی طرف لوٹ جائے اور فاتحہ پڑھے کیونکہ سجدۂ تلاوت کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

(۷۱) فصل نمبر ۷۱:۔ اگر کسی نے آیت سجدہ فارسی زبان میں پڑھی تو ہمارے نزدیک وہ سجدہ نہ کرے جس طرح کسی نے آیت سجدہ کی تفسیر کی، امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ سجدہ کرے[1]۔

(۷۲) فصل نمبر ۷۲:۔ اگر سجدہ کرے سننے والا پڑھنے والے کے ساتھ نہ اس کے ساتھ ہے اور نہ اس نے اس کی اقتدا کی ہے تو وہ سجدہ کر کے پہلے اٹھ سکتا ہے

(۷۳) فصل نمبر ۷۳:۔ امام کو آیت سجدہ پڑھنا مکروہ نہیں ہے چاہے وہ نماز سری ہو یا جہری وہ سجدہ کرے امام مالک رح مطلقاً مکروہ کہتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رح

---

[1] امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے غیر زبان میں قرآن پڑھنے سے رجوع فرما لیا ہے جس کو ہم پہلے واضح کر چکے ہیں ۱۲ اصلاحی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صرف سری میں مکروہ کے قائل ہیں۔

(۴) فصل نمبر ۴ :۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اوقات مکروہہ میں سجدۂ تلاوت کرنا مکروہ نہیں ہے، یہی مذہب شعبی، حسن بصری، سالم بن عبداللہ، قاسم، عطا، عکرمہ، ابو حنیفہؒ اور اصحاب الرائے کا ہے اور ایک روایت امام مالک سے بھی ہے، علماء کے ایک گروہ نے جن میں عبداللہ بن عمر اور سعید بن المسیب ہیں اور ایک روایت میں امام مالک اور اسحٰق بن راہویہ و ابو ثور ہیں مکروہ سمجھا ہے۔

(۵) فصل نمبر ۵ :۔ سجدۂ تلاوت حالت اختیار میں رکوع سے ادا نہیں ہوتا امام نوویؒ کہتے ہیں یہی مذہب ہے ہمارا اور جمہور علماء کا سلف اور خلف میں امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ رکوع سے سجدہ ادا ہو جاتا ہے اگر سجدہ کی نیت کی، جمہور کی دلیل یہ ہے کہ وہ سجدہ نماز پر قیاس کرتے ہیں، اگر کوئی سجدہ کرنے سے مجبور ہے تو وہ اشارہ سے سجدہ کرے جس طرح نماز میں۔

(۶) فصل نمبر ۶ :۔ سجدہ کرنے کی کیا صورت ہونی چاہیئے ؟ معلوم ہو کہ سجدہ کرنے والوں کی دو صورت ہے ایک ان میں نماز سے باہر اور دوسری نماز کے اندر کی ہے، پہلی صورت میں جب سجدہ کرنے کا ارادہ ہو تو سجدہ تلاوت کی نیت کر کے تکبیر کہے اور جس طرح نماز میں تکبیر احرام کہتا ہے اسی طرح دونوں کندھوں تک ہاتھ اٹھائے پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا سجدہ میں جائے مگر رفع یدین نہ کرے اور یہ تکبیر ثانیہ مستحب ہے شرط نہیں ہے جیسے تکبیر سجدہ نماز کی ہے نوویؒ کہتے ہیں لیکن تکبیر اولیٰ یعنی تکبیر احرام پس اس میں تین صورتیں ہیں ہمارے اصحاب کے نزدیک زیادہ ظاہر جو اکثروں کا قول ہے وہ رکن ہے بغیر اس کے سجدہ صحیح نہیں ہوگا، دوسرا قول یہ ہے کہ مستحب ہے اگر چھوڑ دیا تو سجدہ صحیح ہو جائے گا اور یہ قول شیخ ابو محمد جوینی کا ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ وہ مستحب نہیں ہے پس جو شخص کھڑے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی سجدہ کرنا چاہتا ہے تو کھڑے ہی تکبیر احرام باندھے پھر سجدہ کے لئے تکبیر کہتا ہوا سجدہ میں چلا جائے اور اگر بیٹھا ہی ہے تو ہمارے اصحاب کی جماعت کہتی ہے کہ مستحب یہ ہے کہ سجدہ کے لئے کھڑا ہو اور تکبیر احرام کہے اور پھر سجدہ کے لئے جھکے جس طرح شروع میں کھڑا ہوا ہے اس قیاس کی دلیل احرام اور نماز میں سجدہ کی ہے اس پر جزم کیا ہے، ہمارے اماموں میں سے جوینی، قاضی حسین اور ان کے اصحاب صاحب التتمۃ، اور تہذیب اور محقق ابوالقاسم رافعی نے، امام الحرمین نے اپنے والد شیخ ابو محمد سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے اور پھر اس کا انکار بھی کیا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اور نہ اس کا انھوں نے کبھی ذکر کیا ہے اور امام الحرمین نے جو کہا ہے وہ ظاہر بات ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ بھی ثابت نہیں ہے اور نہ ان لوگوں سے ثابت ہے جن کی اقتدا سلف میں سے کیجاتی ہے اور نہ ہمارے جمہور اصحاب نے اس سے کوئی تعرض کیا ہے، لہٰذا جب سجدہ کیا جائے تو سجدہ کے آداب ہیئت اور تسبیح کی پوری رعایت کی جائے جس طرح فرائض نماز میں آداب و شرائط کا لحاظ رکھا جاتا ہے، لیکن تسبیح سجود کے بارے میں ہمارے اصحاب کا کہنا ہے کہ وہی ہو جو نماز میں ہے مثلاً سبحان ربی الاعلیٰ تین مرتبہ اور پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۔

بہر کیف یہ سب دعائیں سجدہ نماز میں مصلی پڑھ سکتا ہے، یہ دعائیں اسی طرح سجدہ کے لئے خاص ہیں چاہیئے کہ اس کی محافظت کیجائے استاد اسمٰعیل ضریر نے اس کو اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے، امام شافعیؒ نے سجدہ تلاوت میں جس دعا کو اختیار کیا ہے وہ یہ ہے:۔ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَاجْعَلْهَا لِيْ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِنْدَكَ ذُخْراً وَضَعْ عَنِّي بِهَا وِزْراً وَاقْبَلْهَا مِنِّي كَمَا قَبِلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ
دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَام۔

اگرچہ یہ نقل امام شافعیؒ سے غرابت لئے ہوئے ہے مگر حسن ہے کیونکہ ظاہر قرآن سے اس کے قائل کی مدح ہی ظاہر ہوتی ہے تو مستحب یہ ہے کہ تمام اذکار کو جمع کر کے دعا کیجائے دنیا اور آخرت کے لئے اگر بعض ہی پر اکتفا کیا گیا تب بھی تسبیح ہو جائے گی اور اگر سجدہ میں کچھ اور دعا نہ بھی کی گئی تو سجدہ ہو جائے گا جس طرح فرائض نماز میں سجدہ حاصل ہو جاتا ہے پھر تسبیح اور دعا سے فارغ ہو گیا تو تکبیر کہتا ہوا اپنے سر کو اٹھائے تو کیا پھر سلام کی ضرورت ہے ؟ اس میں دو قول ہیں اور دونوں امام شافعیؒ سے منصوص اور مشہور ہیں، ان دونوں میں جمہور اصحاب کے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ نماز جنازہ کی طرح سلام پھیرے اس کی تاکید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس کو ابن ابی داؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے اذا قرأ السجدة سجد ثم سلم اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کو سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں ہے جیسے تلاوت کا سجدہ کرنا نماز میں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا منقول نہیں ہے، پس کیا پہلی صورت تشہد کی محتاج ہے ؟ اس کی دو صورتیں ہیں جن میں سب سے صحیح یہ ہے کہ کوئی ضرورت نہیں ہے، جس طرح کھڑے ہونے کی کوئی حاجت نہیں ہے، ہمارے بعض اصحاب نے ان دونوں مسئلوں میں جمع کیا ہے اس لئے تشہد اور سلام میں تین صورتیں ہیں زیادہ صحیح یہ ہے کہ سلام ضروری ہے نہ کہ تشہد، دوسرا قول یہ ہے کہ ان میں سے کسی کی ضرورت نہیں ہے، تیسرا مسلک یہ ہے کہ دونوں ضروری ہیں، اور سلف میں سے جنھوں نے سلام کو کہا وہ محمد بن سیرین، اور ابو عبدالرحمٰن سلمی اور ابو الاحوص اور ابو قلابہ اور اسحٰق بن راہویہ ہیں۔ اور سلف میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنھوں نے سلام کو نہیں کہا ہے وہ حسن بصری، سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی، یحییٰ بن وثاب واحمد ہیں، اور یہ تمام پہلی صورت میں ہوگا اور وہ سجدہ کرنا ہے نماز سے باہر اور دوسری حالت کہ سجدہ تلاوت کرے نماز میں تو تکبیر احرام نہ کہنا ہوگا، اور مستحب ہے کہ سجدہ کے لئے تکبیر کہے مگر ہاتھ نہ اٹھائے اور پھر سجدہ سے تکبیر کہتا ہوا اٹھے، یہی صحیح اور جمہور کا مشہور مسلک ہے اور علی ابن ابی ہریرہ کہتے ہیں جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں کہ نہ سجدہ کے لئے تکبیر کی جائے اور نہ اٹھتے ہوئے مگر پہلا ہی مشہور ہے پس آداب سجدہ کی ہیئت اور تسبیح کا وہی حکم ہے جو خارج نماز سجدہ کرنے کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، ہاں اگر سجدہ کرنے والا امام ہو تو تسبیح میں طول نہ کرے الا یہ کہ مقتدی بھی تطویل کو اچھا سمجھتے ہوں، پھر جب سجدہ سے اٹھے تو کھڑا ہو جائے استراحت کے لئے بیٹھے نہیں، یہ بلا اختلاف کے طے ہے، اور یہ چند مسئلے ایسے ہیں جو بہتوں کے نزدیک ان پر کوئی نص نہیں ہے اور جنھوں نے اس پر نص سمجھا ہے ان میں قاضی حسین بغوی اور رافعیؒ ہیں اور یہ سجود نماز کے خلاف ہے پس صحیح اور منصوص قول امام شافعیؒ کے نزدیک یہ ہے جو احادیث صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ جلسہ استراحت ہر نماز میں رکعت اولیٰ کے سجدہ ثانیہ کے بعد ہے اور چار رکعت والی نمازوں میں تیسری رکعت سے اٹھنے میں استراحت ہے، پھر جب سجدہ تلاوت سے اٹھے تو ضروری ہے کہ سیدھا کھڑا ہو جائے اور مستحب یہ بھی ہے کہ جب کھڑا ہو تو کچھ پڑھ کر رکوع کرے اور اگر کھڑا ہو اور بغیر کچھ پڑھے رکوع کیا تو بھی جائز ہے۔

(۷۷) **فصل نمبر**:۔ قرأت قرآن کے لئے کون سے اوقات زیادہ بہتر ہیں

سب سے افضل قرأت قرآن نماز میں ہے، امام شافعیؒ وغیرہ کا مذہب ہے کہ نماز میں طول قیام سجدہ میں طول دینے سے افضل ہے ہاں غیر نماز میں قرأت قرآن سب سے افضل رات کو پڑھنا ہے، رات میں نصف اخیر افضل ہے شب اول سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مغرب وعشار کے درمیان قرآن پڑھنا پسندیدہ ومحبوب ہے اور دن میں قرأت قرآن سب سے افضل نماز صبح کے بعد ہے بہرکیف کسی وقت قرأت قرآن میں کراہت نہیں ہے اور یہ جو بعض مشائخؒ سے منقول ہے کہ بعد عصر یہود سے مشابہت ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے، اس کے بعد رمضان کے آخری دس دن۔ اور ذی الحجہ کے دس دن اور پورے رمضان بھر سب سے افضل ہے اور علمار نے قرأت قرآن کو پنجشنبہ، دوشنبہ اور یوم عرفہ کو بھی پسند کیا ہے۔

(۷۸) **فصل نمبر ۷۸**:۔ جب قرآن پڑھنے میں گڑبڑ ہوجائے اور نہ جانے کہ آگے کیا ہے تو دوسرے سے پوچھ لے بلکہ ادب یہ ہے کہ جیساکہ عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ماقبل کو پڑھ کر چپ ہوجائے اور نہ کہے کہ ایسا ہے کیونکہ اس میں اشتباہ کا خطرہ ہے۔

(۷۹) **فصل نمبر ۷۹**:۔ جب کوئی شخص کسی آیت سے استدلال کرے تو چاہیے کہ کہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اس طرح کہنے میں کوئی کراہیت نہیں ہے اور یہی صحیح اور پسندیدہ ہے اور اسی پر سلف وخلف کا عمل درآمد ہے، یہ جو ابن ابی داؤد نے مطرف بن عبداللہ بن الشخیر مشہور تابعی کے متعلق روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ یہ نہ کہو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بلکہ یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ مطرف رحمہ اللہ کا یہ کہنا قرآن، حدیث اور عمل صحابہ کے خلاف ہے، فرماتے ہیں قرآن مجید میں ہے: وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ۔ حدیث میں ہے۔ يَقُولُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ وغیرہ احادیث صحیحہ اور سلف سے اس کے نظائر استقصا سے باہر ہیں۔

(۸۰) **فصل نمبر ۸۰**:۔ قرآن مجید ختم کرنے کے آداب وغیرہ کے بیان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے گذر چکا ہے کہ قاری کا تنہا ختم کرنا نماز میں بہترین وقتوں میں سے ہے۔ بعض سنت فجر اور سنت مغرب میں مستحب کے قائل ہیں مگر سنت فجر کو افضل مانتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ اول دن میں شروع کرے اور آخر دن کے وقت میں ختم کرنا مستحب ہے، لیکن جو شخص نماز سے باہر ختم کرے اور لوگ جمع ہوں تو مستحب یہ ہے کہ اول النہار یا اول اللیل میں ختم کرے، بعض علماء کے نزدیک دن کے اول حصہ میں ختم کرنا افضل ہے۔

مسئلہ ثانیہ :- ختم قرآن کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے بشرطیکہ وہ دن ایسا نہ ہو کہ روزہ رکھنے کی اس دن ممانعت ہے، ابن ابی داؤد نے روایت کیا ہے کہ طلحہ بن مطرف اور حبیب بن ابی ثابت اور مسیب بن رافع کوفی تابعین جس روز قرآن ختم کرنا ہوتا تو صبح کو روزہ سے ہوتے۔

تیسرا مسئلہ :- ختم قرآن کے موقع پر لوگوں کا موجود ہونا مستحبات میں سے ہے جیسا کہ صحیحین وغیرہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حائضہ عورت تک کو عیدین میں نکلنے کا حکم فرماتے تھے تاکہ وہ اس خیر و برکت کے موقع پر حاضر ہو کر مسلمانوں کی دعاؤں وغیرہ میں شریک ہوں، دارمی شریف میں ہے کہ ابن عباس آدمی کو مقرر کر دیتے تھے تاکہ وہ دوسرے کے ختم قرآن سے آگاہ کرے، چنانچہ ابن عباس کو مطلع کیا جاتا تھا اور آپ تشریف لا کر دعا میں شریک ہوتے اسی طرح قتادہ جو جلیل القدر تابعی ہیں وہ انس بن مالک رضؓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت انسؓ جب ختم قرآن کرتے تو گھر کے تمام لوگوں کو اکٹھا کر کے دعا کرتے اسی طرح بروایت صحیحہ حکم بن عیینہ تابعی نے فرمایا کہ مجاہدؒ اور عتبہ بن لبابہ میرے پاس آئے اور دونوں نے فرمایا کہ ہم کو آپ کے پاس اس لئے بھیجا گیا ہے کہ قرآن مجید کے ختم کا ارادہ کر رہے ہیں اور ختم کے وقت دعا کرنا مستحب ہے اور مستجاب ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ نزول رحمت ہوتا ہے، اسی طرح مجاہد ختم کے وقت لوگوں کو جمع کیا کرتے تھے اور فرماتے کہ رحمت کا نزول ہو رہا ہے۔

مسئلہ رابعہ:۔ ختم قرآن کے بعد دعا کا کرنا مستحب ہے جیسا کہ معلوم ہوا دارمی میں حمید اعرج سے روایت ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور پھر دعا کی اس کی دعا کی حفاظت پر چار ہزار فرشتے مقرر کر دیے جاتے ہیں اس لئے چاہیے کہ دعا انتہائی سرگرمی سے کی جائے اور امور مہمہ کو خصوصی طور پر دعا میں لایا جائے، مسلمانوں اور بادشاہوں کی خیر خواہی میں دعا کی جائے:۔

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ قُلُوْبَنَا وَاَزِلْ عُيُوْبَنَا وَتَوَلَّنَا بِالْحُسْنٰى وَزَيِّنَّا بِالتَّقْوٰى وَاجْمَعْ لَنَا خَيْرَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى وَارْزُقْنَا طَاعَتَكَ مَا اَبْقَيْتَنَا۔ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْنَا لِلْيُسْرٰى وَجَنِّبْنَا الْعُسْرٰى وَاَعِذْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا وَاَعِذْنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَفِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتَّقْوٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَوْدِعُكَ اَدْيَانَنَا وَاَبْدَانَنَا وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِنَا وَاَنْفُسَنَا وَاَهْلِيْنَا وَاَحْبَابَنَا وَسَائِرَ الْمُسْلِمِيْنَ وَجَمِيْعَ مَا اَنْعَمْتَ عَلَيْنَا وَعَلَيْهِمْ مِنْ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْيَا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاجْمَعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اَحْبَابِنَا فِيْ دَارِ كَرَامَتِكَ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ۔ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ وُلَاةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَوَفِّقْهُمْ لِلْعَدْلِ فِيْ رَعَايَاهُمْ وَالْاِحْسَانِ عَلَيْهِمْ وَالشَّفَقَةِ عَلَيْهِمْ وَالرِّفْقِ بِهِمْ وَالْاِعْتِنَاءِ بِمَصَالِحِهِمْ وَحَبِّبْهُمْ اِلَى الرَّعِيَّةِ وَحَبِّبِ الرَّعِيَّةَ اِلَيْهِمْ وَوَفِّقْهُمْ لِصِرَاطِكَ الْمُسْتَقِيْمِ وَالْعَمَلِ بِوَظَائِفِ دِيْنِكَ الْقَوِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِعَبْدِكَ سُلْطَانِنَا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَوَفِّقْهُ لِمَصَالِحِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَحَبِّبْهُ إِلَى رَعِيَّتِهٖ وَحَبِّبِ الرَّعِيَّةَ إِلَيْهِ۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ نَفْسَهٗ وَبِلَادَهٗ۔ وَانْصُرْهُ عَلٰى أَعْدَاءِ الدِّيْنِ وَسَائِرِ الْمُخَالِفِيْنَ۔ وَوَفِّقْهُ لِإِزَالَةِ الْمُنْكَرَاتِ وَإِظْهَارِ الْمَحَاسِنِ وَأَنْوَاعِ الْخَيْرَاتِ وَزِدِ الْإِسْلَامَ بِسَبَبِهٖ ظُهُوْرًا وَأَعِزَّهُ وَرَعِيَّتَهٗ إِعْزَازًا بَاهِرًا۔ اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ أَحْوَالَ الْمُسْلِمِيْنَ وَارْخِصْ أَسْعَارَهُمْ وَآمِنْهُمْ فِيْ أَوْطَانِهِمْ وَاقْضِ دُيُوْنَهُمْ وَعَافِ مَرْضَاهُمْ وَانْصُرْ جُيُوْشَهُمْ وَسَلِّمْ غُيَّابَهُمْ وَفُكَّ أُسَرَاهُمْ، وَاشْفِ صُدُوْرَهُمْ وَأَذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ وَأَلِّفْ بَيْنَهُمْ وَاجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْإِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَثَبِّتْهُمْ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْزِعْهُمْ أَنْ يُّوْفُوْا بِعَهْدِكَ الَّذِيْ عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ، وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ إِلٰهَ الْحَقِّ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ آمِرِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ فَاعِلِيْنَ بِهٖ نَاهِيْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ مُجْتَنِبِيْنَ لَهٗ مُحَافِظِيْنَ عَلٰى حُدُوْدِكَ قَائِمِيْنَ عَلٰى طَاعَتِكَ مُتَنَاصِفِيْنَ مُتَنَاصِحِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ صُنْهُمْ فِيْ أَقْوَالِهِمْ وَأَفْعَالِهِمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ جَمِيْعِ أَحْوَالِهِمْ وَيَفْتَتِحُ دُعَاءَهٗ وَيَخْتِمُهٗ بِقَوْلِهٖ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَمْدًا يُّوَافِيْ نِعَمَهٗ وَيُكَافِئُ مَزِيْدَهٗ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

قرآن مجید کے ساتھ لوگوں کا طریق ادب کیا ہونا چاہیے؟ صحیح مسلم میں تمیم داری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے ہم نے کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس کے ساتھ؟ فرمایا اللہ اور اس کی کتاب کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور مسلمانوں کے ائمہ کے ساتھ اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا۔ اس روایت کے معنیٰ علماء رحمہم اللہ نے یہ بیان فرمائے ہیں، النصیحۃ لکتاب اللہ تعالیٰ سے مراد اس پر ایمان رکھنا کہ وہ اللہ کا کلام ہے اور اس کا نازل کردہ ہے جو مخلوق کے کلام سے مشابہ نہیں ہے اور تمام مخلوق مل کر بھی اس کے مثل نہیں لا سکتی ہے پھر اس کی تعظیم کرنا اور تلاوت کا حق ادا کرنا اور اس کی خوبی بیان کرنا اور تلاوت کے وقت خشوع کا ہونا اور تلاوت میں تمام حروف کا ادا ہونا اور باطل پرستوں کی تاویل و تفسیر کو دفع کرنا اور جو کچھ اس میں ہے اس کی تصدیق کرنا اور اس کے احکام پر چلنا اور اس کے علوم کو سمجھنا اور امثال سے عبرت پکڑنا نصیحت حاصل کرنا اور اس کے عجائبات پر غور و فکر سے کام لینا اور محکم پر عمل کرنا اور متشابہ کو ماننا اور اس کے عموم اور خصوص ناسخ اور منسوخ پر بحث کرنا اور اس کے علم کو پھیلانا اور اس کی طرف لوگوں کو بلانا وغیرہ۔

(۸) **فصل نمبر اشر**:۔ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ قرآن مجید کی تعظیم و تکریم کرنا واجب ہے اور ہر طرح کی حفاظت و صیانت کا قرآن مستحق ہے اور اسی طرح اس بات پر بھی اجماع ہوا ہے کہ جو شخص علم رکھتا ہو اگر ایک حرف کی کمی بیشی کرے گا جس کو کوئی بھی نہیں پڑھ رہا ہے تو وہ قطعاً کافر ہے۔

امام حافظ ابو الفضل قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ جس نے قرآن یا مصحف یا اور کسی قرآنی چیز کا استخفاف کیا یا اس کو برا کہا یا کسی حرف تک کا انکار کیا یا اس کی مدکی بھی تکذیب کی جس کی تصریح حکم یا خبر کے ذریعہ موجود ہے یا ایسی چیز کی نفی کی جو موجود ہے یا موجود نہیں ہے اس کو موجود مانا اور وہ اس کا عالم بھی ہے یا قرآن کی کسی چیز میں شک کیا تو وہ کافر ہے اور اس پر تمام فرق اسلامیہ حقہ کا اجماع ہو چکا ہے، اسی طرح اگر کسی نے توریت یا انجیل کی یا اور کتب منزلہ کی تکذیب کی اور انکار کیا یا اس کو برا جانا یا ہلکا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانا تو وہ بھی کافر ہے ، اسی طرح تمام فرق اسلامیہ اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ جو قرآن تمام عالم میں تلاوت کیا جاتا ہے اور جو اس صحف میں لکھا ہوا ہے جو مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے اور دو دفتیوں میں شروع الحمد للہ سے اور آخر من الجنۃ والناس پر ہوتا ہے یہ اللہ کا کلام اور اس کی وحی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بذریعہ جبرئیلؑ نازل ہوا ، اس کے اندر جو کچھ ہے حق ہے لہذا جو شخص بھی اس میں نقص نکالے یا اس کو بدلے کسی دوسرے حرف سے یا زیادہ کرے تو وہ کافر ہے ۔

ابو عثمان بن الحذار فرماتے ہیں کہ تمام اہل توحید اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کے ایک حرف کا انکار کرنا کفر ہے اور فقہاء بغداد کا اتفاق ہوا ہے کہ ابن شنبوذ مقری جو قراء میں سے ایک امام کا درجہ رکھتا تھا ابن مجاہد کے ساتھ قرأت شاذہ کے پڑھنے پڑھانے پر ابن شنبوذ کا توبہ کرنا ثابت ہوا ہے اور اس نے اس قرارت شاذہ سے رجوع کیا ہے ، اس کا توبہ نامہ بذریعہ سجل وزیر ابو علی بن مقلہ کے حضور ۳۲۴ھ میں پیش ہو کر طے ہو چکا ہے ۔

اسی طرح محمد ابن ابی زید نے فتویٰ دیا ہے کہ اگر کوئی کسی بچے سے یہ کہے کہ تیرے استاد پر لعنت ہو اور جو چیز تجھ کو پڑھایا ہے تو وہ سوء ادب کا مرتکب ہوا ، قرآن کا اس نے ارادہ نہیں کیا تھا تو اس قائل کو تنبیہ کیجائے گی ، ہاں اگر کوئی مصحف پر کچھ لعنت کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا (قاضی عیاض کے کلام کا آخر ہوا)

(۸۲) **فصل نمبر ۸۲** :۔ ایسے شخص کو تفسیر قرآن کرنا حرام ہے جو نہ تو اہل ہے اور نہ وہ علم رکھتا ہے جس کی ضرورت پر احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں اور اجماع ہو چکا ہے ، ہاں علماء کا تفسیر کرنا حق اور صحیح ہے اس پر بھی اجماع ہو چکا ہے ، پس جو شخص تفسیر کرنے کا ان چیزوں کی بنا پر اہل ہے جس سے قرآن کے معنی اور مراد پر ظن غالب حاصل ہو جائے اور وہ اپنے اجتہاد سے معانی اور احکام جلیہ اور خفیہ ، عموم و خصوص اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعراب وغیرہ کو جان جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں اگر وہ ایسی چیزیں ہیں جو اجتہاد سے معلوم نہیں ہو رہی ہیں جیسے وہ امور جو بطریق نقل اور الفاظ لغویہ کی تفسیر کے قبیل سے ہوں اور نقل صحیح کے سوا کلام کرنا صحیح اور جائز نہیں ہے اور جو اس کا اہل نہ ہو اور نہ ان امور کا جامع ہو جو تفسیر قرآن میں ضروری ہیں تو ایسے شخص کو تفسیر قرآن کرنا حرام ہے ہاں اگر وہ اس فن کے معتمدین سے صرف نقل کرتا ہے تو مضائقہ نہیں، اور جو صرف اپنی رائے سے تفسیر کرتا ہے اس کی بہت سی اقسام ہیں ایسے لوگ جو اپنے خود ساختہ مذہب اور اصول کی صحت پر قرآن سے استدلال کرتے ہوں درانحالیکہ آیت میں وہ مراد ہے ہی نہیں بلکہ اپنے مخالف پر محض غلبہ پیش نظر ہے، دوسرے ایسے لوگ جو محض دعا، خیر کا ارادہ کر کے آیت سے دلیل لاتے ہیں مگر ان سے ان کا مدعا حاصل نہیں ہوتا اور آیت کا مفہوم و مقصد دوسرا ہوتا ہے، یہ چیزیں تفسیر بالرائے کے قبیل سے ہیں تیسرے وہ لوگ جو الفاظ لغویہ کے معنی ایسے بیان کرتے ہیں جو ارباب لغت کے نزدیک صحیح نہیں ہیں بلکہ اس کو انھوں نے اہل عربیت سے سن کر مفسرین کی تفسیر و تشریح پر بھروسہ کر لیا ہے جیسے الفاظ کے معانی اور اس کے آداب اور اس میں جو حذف و اختصار اضمار اور حقیقت و مجاز، عموم و خصوص اور تقدم و تاخر، اجمال اور بیان وغیرہ جو خلاف ظاہر ہیں سے کیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے اور نہ تنہا عربیت کافی ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اہل تفسیر نے کیا سمجھا ہے، پس اگر وہ لوگ متفق ہو گئے ہیں ظاہر کے ترک پر یا انھوں نے خصوص کا ارادہ کر لیا ہے یا اضمار وغیرہ جو خلاف ظاہر ہے اتفاق کر لیا ہے تو یہ تفسیر بالرائے ہو گی، جس طرح ایک لفظ جو سب معنوں میں مشترک ہے اب اگر اس نے ایک جگہ ایک معنی کو لے کر پھر ہر جگہ وہی معنی لیتے ہوئے تفسیر کرنی شروع کر دی تو یہ تمام تفسیر بالرائے ہو گی جو ناجائز اور حرام ہے۔

(۸۳) فصل نمبر ۳: ۔ قرآن کے معانی بیان کرنے میں جھگڑنا اور شک کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام ہے جیسے ایک آیت کی دلالت واضح طور پر ہو، کسی کے مذہب کے خلاف ہو، اور کمزور احتمال سے اس کے مذہب کی تائید ہوتی ہو اور وہ جانتا ہوا اپنے مذہب کے خلاف کرے کہ یہ مراد قرآن ہے تو یہ حرام ہے، ہاں ایسا شخص جس پر الفاظ اور آیت کے معانی مخفی ہوں تو وہ معذور ہوگا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، قرآن میں جھگڑنا کفر ہے، امام خطابیؒ نے مراء کے معنی شک فرمائے ہیں اور جدال سے مراد یہ ہیں جو اہل بدعت آیات قدر کے بارے میں کہتے ہیں۔

(۸۴) **فصل نمبر ۸۴**:- یہ جائز ہے کہ اگر کوئی کہے کہ یہ آیت فلاں سے مقدم ہے یا اس آیت کی مناسبت فلاں آیت سے اور اس میں یہ حکمت ہے تو ایسا کہنا خلاف نہیں ہے۔

(۸۵) **فصل نمبر ۸۵**:- اس طرح کہنا کہ میں فلاں آیت بھول گیا مکروہ ہے بلکہ ادب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ بھلا دی گئی یا ساقط کر دی گئی، کیونکہ صحیحین میں روایت ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی یوں نہ کہے کہ میں نے فلاں فلاں آیت بھلا دی بلکہ وہ ایک ایسی چیز تھی جو بھلا دی گئی، نیز صحیحین میں اور بھی روایتیں اسی مفہوم کی ہیں، حتی کہ حضرت عائشہؓ سے ایک روایت اس طرح بھی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو پڑھتے سنا، فرمایا اللہ اس پر رحم فرمائے کہ اس نے مجھ کو یاد دلا دیا جو میں نے ساقط کر دیا تھا، ابن ابی داؤد نے عبدالرحمن سلمی تابعی جلیل کے متعلق روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے یہ نہ کہو کہ میں نے فلاں آیت ساقط کر دی بلکہ کہو کہ غافل ہو گیا جو بظاہر صحیحین وغیرہ کی مذکورہ روایات کے خلاف ہے اور کراہت نہیں ہے۔

(۸۶) **فصل نمبر ۸۶**:- اس طرح کہنا جائز ہے کہ یہ سورہ بقرہ ہے اور یہ سورہ آل عمران وغیرہ الخ بعض متقدمین نے اس کو مکروہ کہا ہے بلکہ اسطرح کہا جائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ سورہ جس میں بقرہ کا ذکر ہے لیکن صحیح پہلی بات ہے کیونکہ صحیحین وغیرہ میں آنحضرت صلعم سے سورۃ البقرہ، سورۃ الکہف وغیرہ کہنا ثابت ہے اور اسی طرح صحابہؓ سے بھی۔

(۸۷) فصل نمبر:۔ اس طرح کہنا مکروہ نہیں ہے کہ یہ قرأۃ ابوعمرو یا قرأۃ نافع یا حمزہ یا کسائی وغیرہم کی ہے یہی مختار ہے سلف اور خلف کے یہاں بغیر کسی انکار کے البتہ ابی داؤد نے ابراہیم نخعی سے اس طرح کہنا کہ یہ سنت فلاں اور قرأۃ فلاں ہے مکروہ ہے۔

(۸۸) فصل نمبر:۔ کافر کو قرآن مجید سننے سے منع نہ کیا جائے، کیونکہ قرآن میں ہے وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ الخ ترجمہ:۔ اور اگر کوئی مشرک تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دیدے یہاں تک کہ سن لے کلام اللہ کا۔

البتہ قرآن کے چھونے سے ضرور روکا جائے گا۔ کیا کافر کو قرآن کی تعلیم دی جاسکتی ہے؟ امام نووی فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب کا فتویٰ ہے کہ اگر اسلام لانے کی امید ہو تو خیر تعلیم دیجئے، اس میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ بشرطیکہ اسلام لانے کی امید ہو تو ورنہ نہیں، جس طرح قرآن کی تجارت کافر سے جائز نہیں اگرچہ اسلام کی امید ہو۔ اگر کافر کسی کو تعلیم قرآن دیتا ہوا دیکھا جائے تو اسکو منع کیا جائے گا یا نہیں، اس میں بھی دو قول ہیں یعنی تعلیم دینا اور نہ دینا۔

(۸۹) فصل نمبر:۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ قرآن مجید کی کسی آیت یا سورہ کو برتن پر لکھ کر اس کو مریض کی شفا کے لئے پلانا چاہئے یا نہیں؟ حسن بصری، مجاہد، ابوقلابہ اور اوزاعی اس کی اجازت دیتے ہیں اور امام نخعی اس کو مکروہ مانتے ہیں، امام نووی کے اصحاب میں سے قاضی حسین اور بغوی بھی اس کے قائل ہیں اگر قرآن کی کوئی آیت یا سورہ مٹھائی وغیرہ پر لکھدی جائے تو اس کا کھانا مضائقہ نہیں ہے قاضی حسین فرماتے ہیں کہ اگر آیت کسی لکڑی پر لکھدی گئی تو اس کا جلانا مکروہ ہے۔

(۹۰) فصل نمبر:۔ امام نووی فرماتے ہیں ہمارے مذہب میں یہ بات مکروہ ہے کہ قرآن مجید یا اسماء الہٰی کو دیوار یا کپڑے پر نقش کیا جائے، عطاء مشہور تابعی فرماتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ مسجد کے قبلہ میں آیت کا لکھنا مضائقہ نہیں ہے ہاں اگر قرآن کی آیت تعویذ بنا کر پہن لیا جائے تو امام مالک فرماتے ہیں مضائقہ نہیں بشرطیکہ وہ کسی چمڑے یا خول دار مثل نرکل وغیرہ کے ہو اسی بنا پر شوافع بھی اس بات کے قائل ہیں کہ اگر تعویذ میں قرآن کے ساتھ اور چیز بھی لکھی ہو تو وہ حرام نہیں ہے لیکن افضل ترک کرنا ہے، امام مالک فرماتے ہیں کہ محفوظ ہونا لکھنے کے لئے ضروری ہے، اس پر ابو عمرو ابن الصلاح نے فتویٰ دیا ہے۔

(۹۱) فصل نمبر ۹۱ :- جھاڑ پھونک قرآن کی آیات کے ذریعہ کرنا کیسا ہے؟

ابن ابوداؤد نے ابو جحیفہ صحابی، حسن بصری، ابراہیم نخعی وغیرہ اس کو مکروہ کہتے ہیں مختار یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے بلکہ وہ سنت مستحبہ ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے آتے تو ہر رات کو معوذتین اور قل ہو اللہ کو پڑھ کر ہاتھ میں پھونکتے اور پھر سر سے لے کر تمام بدن پر ۳ بار پھیرتے اس کو صحیحین نے روایت کیا ہے بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ جب کوئی شکایت اور جسم میں تکلیف ہوتی تھی تو آنحضرت ؐ ایسا ہی کراتے تھے، چنانچہ مرض الموت میں بھی ایسا ہی کیا گیا تھا

آٹھواں باب

کن کن وقتوں اور حالات میں آپ نے مخصوص سورتیں پڑھی ہیں، معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بات بہت ہی وسیع ہے، جس کی حد ممکن نہیں ہے البتہ تھوڑا اشارہ اس موقع پر کیا جا رہا ہے، مختصر عبارت میں جو عام اور خاص طور پر مشہور ہیں، چنانچہ اسی بنا پر دلائل ذکر نہیں کئے گئے، تلاوت قرآن کی زیادہ کثرت رمضان میں اور خصوصاً عشرہ اخیرہ میں ہونی چاہیے اور رمضان کی رات میں اور زیادہ تاکید ہے، اسی طرح ذی الحجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عشرہ اول اور یوم عرفہ اور جمعہ اور نماز صبح اور رات کو زیادہ تلاوت ہونی چاہیئے سورہ یٰسین اور سورہ واقعہ اور تبارک الملک پر محافظت ضروری ہے، سورۂ یٰسین بعد نماز فجر اور سورۂ ملک بعد نماز عشاء اور سورہ واقعہ بعد نماز مغرب پڑھتے رہنا چاہیئے۔

(۹۲) **فصل نمبر ۹۲**:۔ سنت فجر میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص اور اگر چاہے تو پہلی رکعت میں قولوا آمنا الخ اور دوسری میں قل یا اہل الکتاب تعالوا الخ یہ دونوں طریقے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور سنت مغرب میں سورہ کافرون اور قل ہو اللہ پڑھنا ثابت ہے، طواف کی دو رکعت اور استخارہ میں بھی انہیں کو پڑھنا ثابت ہے، اور اسی طرح جو تین رکعت وتر پڑھنے کا قائل ہے پہلی میں سبح اسم اور دوسری میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری میں قل ہو اللہ یا معوذتین پڑھنا سنت ہے۔

(۹۳) **فصل نمبر ۹۳**: سنت یہ ہے کہ جمعہ کی فجر میں بعد فاتحہ پہلی رکعت میں الم تنزیل سجدہ اور دوسری میں سورۂ دہر پوری پوری پڑھنی چاہیئے، اسی طرح جمعہ کی نماز میں سبح اسم اور ہل اتٰی یا سورۂ جمعہ اور سورہ منافقون ہی پڑھنا سنت ہے اس سے بچنا چاہیئے کہ صرف بعض پر مختصر کر دیا جائے، اسی طرح عید کی نماز میں سورہ ق اور سورہ قمر اور سبح اسم اور ہل اتٰی کو پوری پڑھنا چاہیئے۔

(۹۴) **فصل نمبر ۹۴**: جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ اس کو جمعہ کی رات میں پڑھے جیسا کہ دارمی میں ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جس نے جمعہ کی رات میں سورۂ کہف پڑھا تو اس کے نور کی روشنی سے اسکے پاس سے بیت عتیق یعنی کعبہ تک منور ہو جاتا ہے، دارمی نے سورۂ ہود کو جمعہ کے دن پڑھنے کو مستحب بتایا ہے اور مکحول تابعی سورہ آل عمران کو جمعہ کے دن پڑھنا مستحب فرماتے ہیں۔

(۹۵) **فصل نمبر ۹۵**:۔ مستحب ہے کہ آیۃ الکرسی کو ہر موقعہ پر پڑھا جایا کرے خصوصاً جب رات کو بستر پر سونے آئے تو آیت الکرسی کو پڑھ لیا کرے اور معوذتین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر نماز کے بعد پڑھنا بروایت ابوداؤد، ترمذی، نسائی صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ فرائض نماز میں بعد سلام پھیرنے کے فوراً دعا مانگی جائے اس کے بعد سنت اور نوافل سے فارغ ہو کر یا دعا مانگنے کے بعد آیت الکرسی وغیرہ کو پڑھا جائے۔

(۹۶) **فصل نمبر ۹۶**:۔ ابوداؤدؒ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ میں اس کو اسلام میں عقلمند نہیں جانتا جو اسلام میں داخل ہو کر سورہ اور آیت الکرسی کو نہ پڑھا۔ انھیں سے یہ بھی منقول ہے یعنی سورہ بقرہ کی تین آخری آیات، نیز آنحضرت صلعم سے ہر رات قل ہو اللہ اور معوذتین پڑھنا ثابت ہے، یہی طریقہ تابعین میں سے ابراہیم نخعی کا بھی رہا ہے اور ایک روایت حضرت عائشہؓ سے یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلعم ہر رات کو سورہ زمر اور بنی اسرائیل پڑھا کرتے تھے اور جب آپ جاگتے تھے تو آل عمران کے آخری رکوع کو برابر پڑھا کرتے تھے۔

(۹۷) **فصل نمبر ۹۷**:۔ مریض کے پاس کیا پڑھنا چاہیۓ؟ مریض کے پاس سورہ فاتحہ پڑھنا بہتر ہے اور اسی طرح معوذتین اور قل ہو اللہ کے ذریعہ بدن پر ہاتھ پھیرنا بھی ثابت ہے۔ اور طلحہ بن مطرف فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس اگر قرآن مجید پڑھا جائے تو مرض میں تخفیف ہوتی ہے اور مرض نتھنوں سے نکل جاتا ہے اور مریض اپنے کو اچھا سمجھتا ہے، اور خطیب ابو بکر بغدادی اپنی اسناد سے بیان کرتے ہیں کہ رمادی رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو فرمایا کہ اصحاب حدیث کو بلاؤ، جب لوگ آگئے تو کہا کہ حدیث پڑھو۔ یہ تو حدیث تھی قرآن تو اس سے بہتر ہے۔

(۹۸) **فصل نمبر ۹۸**:۔ میت کے پاس کیا پڑھا جائے؟ ہمارے علماء وغیرہم کا ارشاد ہے کہ سورہ یٰسین پڑھنا چاہیۓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا ہے، امام شعبی فرماتے ہیں کہ انصار جب کسی میت کے پاس پہنچتے تو سورہ بقرہ پڑھتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواں باب ۹

قرآن مجید کے لکھے جانے اور اسکے احترام میں

جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی تالیف ہو چکا تھا، جس طرح کہ آج ہم لوگوں کے پاس ہے، البتہ وہ ایک مصحف کی صورت میں موجود نہ تھا بلکہ وہ لوگوں کے سینوں میں محفوظ تھا چنانچہ صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے مکمل اور کچھ لوگوں نے بعض حصہ حفظ کر رکھا تھا، پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور بہت سے صحابہ جو حافظ قرآن تھے جاتے رہے اور ان کے بعد ان میں اختلاف ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہم مشورہ کیا کہ قرآن اکٹھا کر دینا ضروری ہے تو صحابہ نے اس کو منظور کیا اور قرآن کو ایک مصحف میں جمع کر دیا اور اس کو حضرت حفصہؓ کے گھر رکھ دیا گیا، جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور اسلام ادھر ادھر پھیل گیا تو حضرت عثمان کو ڈر ہوا کہ کہیں قرآن میں سے کچھ چھوڑ دینے یا زیادہ کر دینے میں اختلاف نہ ہو جائے تو جو مجموعہ حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی کے پاس رکھا ہوا تھا اس کو منگا کر اس کی نقل متعدد کرا کے مختلف شہروں میں بھیجدیا اور جو اس کے خلاف تھا اس کے ضائع کر دینے کا حکم دیدیا اور یہ کام تمام صحابہ کے اتفاق سے ہوا جن میں حضرت علیؓ اور تمام صحابہ موجود تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مصحف میں اس وجہ سے نہیں جمع کیا کہ آپ کے زمانہ تک اُس میں زیادتی اور نسخ کا امکان تھا، جب آپ کی وفات سے یہ توقع ختم ہو گئی اور ابو بکرؓ اور تمام صحابہ اسکی زیادتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نسخ سے مطمئن ہو گئے اور مصحف کا تقاضا بھی ہوا تو مصحف کو (قرآن کو) جمع کر دیا گیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو قرآن اِدھر اُدھر بھیجے اس کی تعداد میں اختلاف ہے، امام ابو عمرو الدانی اور اکثر علماء کا خیال ہے کہ وہ چار نسخے تھے، جس میں سے ایک بصرہ، ایک کوفہ اور ایک شام بھیجا اور ایک نسخہ اپنے پاس رکھا، ابو حاتم سجستانی کا کہنا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سات قرآن بھیجے تھے، ایک مکہ ایک یمن اور ایک بحرین، بصرہ، کوفہ، شام اور ایک مدینہ میں محفوظ رکھا، یہ مختصر اور جامع تحقیق اول جمع قرآن کے بارے میں ہے اور اس کی مؤید بہت سی حدیثیں ہیں لفظ مصحف میں تین لغات ہیں میم مضموم اور مکسور زیادہ مشہور ہیں، فتحہ کو ابو جعفر نحاس نے اختیار کیا ہے۔

(۹۹) **فصل نمبر ۹۹**:۔ علماء نے اتفاق کیا ہے کہ قرآن مجید کا بہتر لکھنا اور اس کو بہت واضح اور خوبصورت لکھنا اور خط کی تحقیق کے ساتھ مستحب ہے علماء نے کہا ہے کہ نقطہ اور اعراب لگانا لب ولہجہ کی حفاظت اور تغیر اور تبدل سے بچنے کے لئے ضروری ہے، لیکن امام شافعیؒ نے نقطہ لگانے کو مکروہ کہا ہے، یہ کراہیت اس زمانہ میں تھی جب کہ تغیر وغیرہ کا خطرہ تھا، اب ایسا کرنا منع نہیں ہے اور نہ ایسا کرنا بدعت ہے بلکہ اگر ہے تو بدعت حسنہ، جیسے مدارس، خانقاہ اور کتابوں وغیرہ کی تصنیف وغیرہ ہوتی ہے۔

(۱۰۰) **فصل نمبر ۱۰۰**:۔ نجس چیز پر قرآن لکھنا نہ چاہیئے، امام نوویؒ کے نزدیک دیواروں پر لکھنا مکروہ ہے، جیسا کہ پہلے عطاء رضی اللہ عنہ کا مذہب ذکر کیا جا چکا ہے وغیرہ وغیرہ

(۱۰۱) **فصل نمبر ۱۰۱**:۔ مسلمانوں کا قرآن کے احترام اور اس کی حفاظت پر اجماع ہو چکا ہے، اسی بناء پر اگر نعوذ باللہ کوئی مسلمان قرآن کو غلاظت میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈالدے تو وہ کافر ہو جاتا ہے، قرآن کا تکیہ لگانا حرام ہے بلکہ کسی دینی کتاب کے ساتھ ایسا کرنا حرام ہے پس جب قرآن لایا جائے تو اس کے لئے اٹھنا مستحب ہے جس طرح علماء اور فضلاء کے لئے اٹھا جاتا ہے تو قرآن کے لئے اولیٰ ہے اور اسی طرح قرآن کے کسی جز کو جمع کر لینا بھی احترام کا مستحق ہے، حضرت عکرمہؓ قرآن کو اپنے سر پر رکھ کر فرمایا کرتے کہ یہ میرے رب کی کتاب ہے۔

(۱۰۲) **فصل نمبر ۱۰۲** :۔ دشمن کی سرزمین میں قرآن لے کر سفر کرنا حرام ہے جب کہ خطرہ ہو اس کے ضائع ہونے کا، مشہور حدیث کی بنا پر۔ چنانچہ اسی بنا پر ذمی کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اگر بیچ دیا تو بیع کے صحیح ہونے میں امام شافعیؒ کے دو قول ہیں، ان دونوں میں زیادہ صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں ہے لہذا حکم دیا جائے کہ وہ فوراً ملک کا ازالہ کر دے، اسی طرح اگر مجنون اور ایسا لڑکا جو قرآن کے چھونے میں نجاست وغیرہ میں تمیز نہیں کرتا اس کو روکا جائے۔ یہ ذمہ داری اس کے ولی پر ہے۔

(۱۰۳) **فصل نمبر ۱۰۳** :۔ ناپاک آدمی چاہے کپڑا وغیرہ کے ذریعہ ہو، یا دوسری طرح کسی حالت میں قرآن کا چھونا اور اٹھانا جائز نہیں ہے، جزدان اور جس چیز میں قرآن رکھا جاتا ہے اس کو چھونا جائز ہے یہ پسندیدہ مذہب ہے، اگر قرآن کو کسی تختی پر لکھا جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔

(۱۰۴) **فصل نمبر ۱۰۴** :۔ اگر جنبی اور حائضہ قرآن کے اوراق کو کسی لکڑی سے چھوئے تو صحیح یہ ہے کہ جائز ہے، دوسرا مذہب یہ ہے کہ نہ چھوئے کیونکہ اس کا شمار بھی ورق الٹ پلٹ کرنے والوں میں ہے، اسی طرح اگر قرآن کو آستین میں لپیٹ لیا اور اوراق ادھر ادھر ہو گئے تو حرام ہوگا۔

(۱۰۵) **فصل نمبر ۱۰۵** :۔ اگر محدث اور جنبی اور حائضہ قرآن کو لکھے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو نہ اٹھائے اور نہ چھوئے تو جائز ہے۔

(۱۰۶) فصل نمبر ۱۰۶:۔ محدث جنبی اور حائضہ کیلئے فقہی کتابوں وغیرہ دینی علوم جن میں قرآنی آیات ہوں اس کا اٹھانا یا ایسا کپڑا جس پر قرآنی آیات منقش ہوں یا درہم اور دینار جن پر آیات لکھی ہوں یا بہت سے سامانوں میں قرآن بھی ہو یا دیوار وغیرہ پر قرآن لکھا ہو سب کا چھونا اور اٹھانا مذہب صحیح میں جائز ہے، البتہ قاضی القضاۃ علامہ ماوردی فرماتے ہیں کہ جن کپڑوں پر قرآن نقش ہو اس کا چھونا تو جائز ہے مگر پہننا ناجائز ہے، علماء نے قاضی صاحب سے موافقت نہیں کی ہے بلکہ امام جوینی وغیرہم پہننے کے جواز کے قائل ہیں، اگر کتب تفسیر جن کے اندر قرآن کا زیادہ حصہ ہے اور تفسیر کا کم ہے تو ان کا چھونا اور اٹھانا حرام ہے، اگر تفسیری حصہ زیادہ ہے تو اس میں علماء کے تین قول ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ حرام نہیں ہے، اسی طرح چھونا دونوں کی برابری میں بھی حرام ہے۔ لیکن کتب حدیث اگر ان کے اندر قرآن کی آیات نہیں ہیں تو چھونا حرام نہیں ہے، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ طہارت کے ساتھ حدیث کی کتابوں کو اٹھایا جائے، یہی حکم کتب فقہ کا ہے جن میں قرآنی آیات ہوں، ہاں آیات منسوخ التلاوت کا چھونا اور اٹھانا حرام نہیں ہے، یہی حکم توریت اور انجیل کا بھی ہے۔

(۱۰۷) فصل نمبر ۱۰۷:۔ اگر طاہر آدمی کی کسی جگہ ایسی نجاست جو غیر معفوعنہ ہو لگی ہو تو موضع نجاست سے قرآن کو چھونا حرام ہے اور مذہب صحیح میں جمہور علماء شوافع فرماتے ہیں کہ نجاست نہ ہونے پر اس کا چھونا حرام نہیں ہے، البتہ ابوالقاسم صمیری اس کے خلاف حرام کے قائل ہیں، قاضی ابوالطیب فرماتے ہیں کہ جس نے ایسا کہا وہ بالاجماع رد ہے ہاں بعض شوافع مکروہ کے قائل ہیں مگر مختار مذہب یہ ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۸) **فصل نمبر۱۰۸:۔** اگر پانی نہ ملے تو قرآن مجید چھونے کے لئے تیمم کر لینا جائز ہے چاہے وہ تیمم نماز کے لئے ہو یا اس کے سوا ہو جس میں تیمم کیا جایا کرتا ہے اور اگر کوئی پانی نہ پائے اور نہ مٹی تو اسی طرح نماز پڑھ لے لیکن قرآن کا چھونا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ محدث ہے اور نماز کی اجازت محض بر بناء ضرورت دی گئی ہے اور اگر اس کے ساتھ قرآن مجید ہو اور وہ کسی کو نہیں پاتا کہ اس کے سپرد اور حوالہ کر دے، اور وضو کرنے سے مجبور ہے تو ایسی حالت میں ضرورتاً اس کو اٹھانا جائز ہوگا۔ یہ قاضی ابو الطیب نے کہا ہے اور اس کیلئے تیمم ضروری نہیں، امام نوویؒ اس کو صحیح نہیں سمجھتے اور تیمم کو ضروری قرار دیتے ہیں ہاں اگر خوف ہو کہ قرآن جل جائے گا یا ڈوب جائے گا یا کافر کے ہاتھ میں پڑ جائے گا تو محدث آدمی کو اس حالت میں لینا ضروری ہوگا۔

(۱۰۹) **فصل نمبر۱۰۹:۔** چھوٹے بچوں کے ولی اور معلم پر کیا یہ واجب ہے کہ وہ بچہ کو وضو کے ساتھ اٹھانے، چھونے اور پڑھنے کی تاکید اور تکلیف دے سکتا ہے؟ صحیح قول یہ ہے کہ نہیں۔

(۱۱۰) **فصل نمبر۱۱۰:۔** صحیح ہے خرید اور فروخت قرآن مجید کی البتہ بیچنے میں دو قول ہیں، ان میں زیادہ صحیح امام شافعیؒ کی تصریح کی بنا پر یہ ہے کہ مکروہ ہے اور جنہوں نے خرید و فروخت کو مکروہ نہیں کہا ہے وہ حسن بصری، عکرمہ، حکم بن عیینہ ہیں اور یہی ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے اور علماء کا ایک گروہ خرید و فروخت دونوں کو مکروہ سمجھتا ہے جس کو ابن المنذر نے علقمہ و ابن سیرین، نخعی، شریح، مسروق، عبد اللہ بن یزید سے حکایت کیا ہے اور یہی حضرت عمرؓ، ابو موسیٰ اشعری کا مذہب قرآن کی بیع کے بارے میں ممانعت شدیدہ کے ساتھ ہے البتہ ایک جماعت خریدنے کی اجازت دیتی ہے اور بیچنے کو مکروہ سمجھتی ہے، بیع کی کراہت کو ابن المنذر نے ابن عباس، سعید بن جبیر اور احمد ابن حنبل و اسحق بن راہویہ سے نقل کیا ہے۔ تمت (واللہ اعلم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالات مولانا نجم الدین اصلاحی

مولانا نجم الدین صاحب اصلاحی کی پیدائش سنہ ۱۸۹۹ء کے لگ بھگ ہوئی ہے، آپ کے دادا مولانا شیخ قدرت علی مرحوم جو اپنے وقت کے فارسی اساتذہ میں ممتاز تھے، انھیں نے بسم اللہ کرائی، دادا کے جلدی انتقال کرجانے کی وجہ سے گھر کے لوگوں کو تردد ہوا کہ کہاں بھیجکر تعلیم دلوائی جائے کہ اسی اثنا میں سنہ ۱۹۰۸ء میں مدرسۃ الاصلاح سرائے میر کا سنگِ بنیاد رکھا گیا، اس مدرسہ میں قرآن ناظرہ اردو پھر فارسی درجہ چہارم تک پڑھا تھا کہ والد صاحب بھی مرحوم ہوگئے، والد صاحب کی دلی خواہش تھی کہ اپنے چار لڑکوں میں سے اس چھوٹے لڑکے کو حافظ کراؤں گا، اس خیال کے پیش نظر والدہ نے حافظ محمد یوسف صاحب مرحوم جو مادرزاد ولی تھے، ان کے مدرسہ قرآنیہ سکرور میں داخل کردیا، اور صرف ڈھائی سال کے اندر حفظ قرآن حکیم کی سعادت حصہ میں آگئی، اس کے بعد پھر مدرسۃ الاصلاح سرائے میر میں عربی کے اندر داخلہ ہوا، سنہ ۱۹۲۲ء میں مدرسہ کے نصاب تعلیم کو ختم کرکے دو سال درس نظامی کی تکمیل فرمائی اور دو گھنٹہ عربی کی تعلیم بھی دینی شروع کی، سنہ ۱۹۲۵ء میں مدرسۂ مذکور کے اندر عربی اور فارسی کی تعلیم دینے پر تقرر ہوگیا، سنہ ۱۹۲۷ء میں حضرت مولانا ماجد علی مانی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں تھے، آپ سے ترمذی وبخاری پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی، اسی کے ساتھ مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر نظام القرآن سے فارسی ادب کی تکمیل کے بعد ترجمہ وتفسیر قرآن مجید کے ساتھ مولانا فراہی رحمۃ اللہ کے فکر کو سمجھنے کی بھی عزت حاصل ہوئی، سنہ ۱۹۴۰ء میں مدرسۃ الاصلاح سے مستعفی ہوکر علالت وغیرہ کے سلسلہ میں دو سال مکان پر قیام رہا، نومبر سنہ ۱۹۴۲ء میں ہم لوگوں کی درخواست پر سدھاری اعظم گڈھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف آوری ہوئی اور ۱۹۷۰ء تک برابر قیام رہا ۱۹۴۳ء میں ایک عظیم الشان جلسہ کے سلسلہ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کی تشریف آوری کے موقعہ پر شہر اعظم گڈھ اور سدھاری کے لوگوں کے ساتھ مولانا اصلاحی کو بھی آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا، اس سے پہلے حضرت مولانا سید محمد امین حسنی الحسینی نصیر آبادی سے بیعت ہوئی، سید صاحب کے وصال کے بعد حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ سے، آپ کے بعد حضرت مدنی قدس مولانا اصلاحی کی غیر معمولی صلاحیت اور عربی علوم وفنون پر وسعت نظر معلوم کر کے میں نے تصنیف وتالیف پر زور دیا اور بات ان کی سمجھ میں آگئی، یہ جرأت مجھ کو اس وجہ سے اور ہوئی کہ مشہور مصنف حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے علم وفضل میں یگانۂ روزگار تھے، مولانا اصلاحی کی صلاحیتوں کو مقدمہ یادگار سلف میں سراہا تھا، خدا کا شکر ہے کہ میرا خیال غلط نہیں نکلا، مولانا اصلاحی نے اپنی کتاب دلائل السنن والآثار حصہ اول، مکتوبات شیخ الاسلام کی چار ضخیم جلدیں، امحار البدع واحیاء السنن، انتخاب رباعیات مولانا روم، ترجمہ التبیان فی آداب حملۃ القرآن، دلائل السلوک، دلائل القرآن، احسن العقائد عربی، آموزگار فارسی وغیرہ کتابوں کو سدھاری پر ہی لکھا ہے، متفرق مضامین اور مقالات کی تعداد بھی کافی ہے، ان تمام خالص علمی کاموں کے بعد تفسیر ابن جریر رحمہ اللہ کی تلخیص کا کام بھی شروع کیا تھا اور حکومت سعودیہ سے حوصلہ افزائی کی امید بھی تھی، یہ کام بہت ہی کاوش اور دردسری کا تھا مگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھا ناتمام رہا۔ —— مولانا اصلاحی پر اپنے پیر حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے استاد مولانا حمید الدین فراہی رحمہ اللہ کا بڑا گہرا اثر ہے اور انھیں کی تعریف برابر کرتے رہتے ہیں اور بھرپور عقیدت کے ساتھ، چنانچہ حضرت مدنی قدس سرہ العزیز کی سوانح حیات آج کل مولانا اصلاحی کے زیر تحریر ہے، مولانا اصلاحی ان دنوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا آزاد تعلیمی مرکز اسرہٹہ جونپور کے صدر شعبۂ اسلامیات ہیں، جہاں ہفتہ میں قرآن مجید اور امام نوویؒ کی ریاض الصالحین کا درس جاری کر رکھا تھا جو آج کل بند ہے، انشاء اللہ پھر جاری ہو جائے گا۔ تذکرہ نامی رسالہ دیوبند کے مولانا اصلاحی مدیر بھی رہ چکے ہیں،——— مولانا موصوف امسال زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو کر، ۷ اپریل ۱۹۷۰ء کو اپنے وطن مالوف راجہ پور سکرور میں بخیریت واپس آگئے ہیں، اس مبارک سفر کی روداد ہم لوگوں کی درخواست پر سپرد قلم کرنے کا وعدہ فرمالیا ہے، ایک قسط نشاۃ نو میں شائع ہو گئی ہے۔

یوں تو مولانا اصلاحی کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے، مخصوص تلامذہ میں مولانا ابو اللیث صاحب اصلاحی سابق امیر جماعت اسلامی، مولانا صدر الدین اصلاحی، مولانا محمد عاصم اصلاحی، مولانا اظہار الدین اصلاحی شیخ الحدیث مولانا آزاد تعلیمی مرکز اسرہٹہ، حکیم مختار احمد اصلاحی ممبر حد جونپور، مولانا داؤد اکبر اصلاحی شیخ التفسیر ادارہ مذکور، مولوی مشتاق احمد اصلاحی، مولوی عبدالرحمن ناصر اصلاحی۔ مولوی عبدالرحمن پرواز اصلاحی، رفیق دار المصنفین۔ مولوی اکرام صاحب سابق مدرس مدرسۃ الاصلاح سرائمیر و مولوی احتشام الدین صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ اصلاح۔ مولوی شبیر امام ڈاکٹر، اور مولانا ابوالحسن علی فراہی ناظم مدرسہ اصلاح۔ مولانا محمد ادریس صاحب سرائے میر صدر مدرس جامعہ عربیہ بنارس وغیرہم قابل ذکر ہیں۔

مکتوبات شیخ الاسلام کی جمع و ترتیب پر مولانا آزاد کی سفارش سے گورنمنٹ آف انڈیا نے مولانا کو سو روپیے ماہوار دینے کا فیصلہ کیا [1]

---

[1] جمع و ترتیب کا یہ کام مکمل ہو چکا تھا۔ مولانا اس کی تکمیل کے بعد انتقال فرما گئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ الہامی کتب میں خاص فضیلت رکھتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم پڑھنے اور حفظ کرنے کے فضائل بھی دیگر عبادات کی نسبت منفرد ہیں۔

لیکن عمومی طور پر مسلمانوں کو قرآن مجید کی تلاوت اور حفظ کے آداب سے آگاہی نہیں ہے۔ امام نوویؒ نے اس موضوع پر ایک کتاب "التبیان فی آدابِ حملة القرآن" تصنیف فرمائی تھی۔

مولانا نجم الدین اصلاحیؒ نے اسی مقبول عام کتاب کا اردو ترجمہ "آدابِ حاملینِ قرآن" کے نام سے کیا ہے۔ اس ترجمہ سے مترجم مرحوم کا قرآن کریم سے خصوصی شغف اور والہانہ لگاؤ مترشح ہوتا ہے۔

اس کتاب میں تلاوتِ قرآن مجید سے متعلق ایک سو دس فضائل و مسائل پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ جو اتنے بڑے موضوع پر دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے۔ ہر مسلمان اس کتاب سے بغیر کسی عالم کی اعانت کے مستفید ہو سکتا ہے۔ یہ کتاب تلاوتِ قرآن حکیم کے بارے میں مفید معلومات کا خزانہ ہے۔

1482
22134-EU-64